الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ | جمعۃ المبارک ۲۰؍جون ۲۰۰۳ء | ۲۰؍ربیع الثانی ۱۴۲۴ ہجری قمری ❀ ۲۰؍احسان ۱۳۸۲ ہجری شمسی | شمارہ ۲۵

شفیع الورٰی

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ہر نبی کو ایک خاص دعا کا حق دیا گیا ہے جو اس نے کی اور قبول کر لی گئی۔ مگر میں نے اپنی اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کے لئے بطور شفاعت کے رکھ چھوڑا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب لکل نبی دعوۃ مستجابۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

ـــــ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرسکتا۔ ـــــ

تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر دیا۔

’’خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰہَا وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰہَا﴾(الشمس:۱۰۔۱۱) جس کا مطلب یہ ہے کہ نجات پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا اور خائب اور خاسر ہو گیا وہ شخص جو اس سے محروم رہا۔ اس لئے اب تم لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ تزکیۂ نفس کس کو کہا جاتا ہے۔

سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ معاملہ تو ابھی دور ہے کہ تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے ازخود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ بس اُسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ۔ ابھی تو تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کماحقہٗ ادا نہیں کرتے۔ بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر دیا۔ کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔ گو ان دونوں قسم کے حقوق میں بڑا حق خدا تعالیٰ کا ہے مگر اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرسکتا۔

یاد رکھو! اپنے بھائیوں کے ساتھ بکلّی صاف ہو جانا یہ آسان کام نہیں بلکہ نہایت مشکل کام ہے۔ منافقانہ طور پر آپس میں ملنا جلنا اور بات ہے مگر سچی محبت اور ہمدردی سے پیش آنا اور چیز ہے۔ یاد رکھو اگر اس جماعت میں سچی ہمدردی نہ ہو گی تو پھر یہ تباہ ہو جائے گی اور خدا اس کی جگہ کوئی اور جماعت پیدا کر لے گا۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے جو جماعت بنائی تھی ان میں سے ہر ایک زکی نفس تھا اور ہر ایک نے اپنی جان کو دین پر قربان کر دیا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو منافقانہ زندگی رکھتا ہو۔ سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے تھے۔ سو یاد رکھو اس جماعت کو بھی خدا تعالیٰ انہیں کے نمونہ پر چلانا چاہتا ہے اور صحابہؓ کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ جو شخص منافقانہ زندگی بسر کرنے والا ہو گا وہ آخر اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔

یاد رکھو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے خبیث اور طیب کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ابھی وقت ہے کہ اپنی اپنی اصلاح کر لو۔ یاد رکھو کہ انسان کا دل خدا کے گھر کی مثال ہے۔ خانۂ خدا اور خانۂ انسان ایک جگہ نہیں رہ سکتا۔ جب تک انسان اپنے دل کو پورے طور پر صاف نہ کر لے اور اپنے بھائی کے لئے دُکھ اٹھانے کے لئے تیار نہ ہو جائے تب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف نہیں ہو سکتا‘‘۔

اخبار بدر میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

’’پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ جب تک تم ایک وجود کی طرح بھائی بھائی نہ بن جاؤ گے اور آپس میں بمنزلہ اعضاء نہ ہو جاؤ گے تو فلاح نہ پاؤ گے۔ انسان کا جب بھائیوں سے معاملہ صاف نہیں تو خدا سے بھی نہیں۔ بیشک خدا تعالیٰ کا حق بڑا ہے مگر اس بات کو پہچاننے کا آئینہ کہ خدا کا حق ادا کیا جا رہا ہے یہ ہے کہ مخلوق کا حق بھی ادا کر رہا ہے یا نہیں؟ جو شخص اپنے بھائیوں سے معاملہ صاف نہیں رکھ سکتا وہ خدا سے بھی صاف نہیں رکھتا۔ یہ بات سہل نہیں، یہ مشکل بات ہے۔ سچی محبت اَور چیز ہے اور منافقانہ اور۔ دیکھو مومن کے مومن پر بڑے حقوق ہیں۔ جب وہ بیمار پڑے تو عیادت کو جائے اور جب مرے تو اس کے جنازہ پر جائے۔ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر جھگڑا نہ کرے بلکہ درگزر سے کام لے۔ خدا کا یہ منشاء نہیں کہ تم ایسے رہو۔ اگر سچی اخوّت نہیں تو جماعت تباہ ہو جائے گی‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۰۷-۲۰۹۔ جدید ایڈیشن)

دنیا اور عقبیٰ میں کامیابی کا گُر یہ ہے کہ انسان ہر قول و فعل میں یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ میرے کاموں سے خبردار ہے۔ یہی تقویٰ کی جڑ ہے۔

خبیر میں علاوہ خبر رکھنے کے مجرموں کی سزا اور ان کی خبر لینے کی طرف اشارہ ہوتاھے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۰؍مئی ۲۰۰۳ء)

(لندن۔ ۳۰؍مئی): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آج بھی اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے موضوع پر خطبہ کے مضمون کو جاری رکھا۔ حضور انور نے سورۃ الانعام کی آیت ۱۰۴ کی تلاوت کی اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے حوالہ سے بتایا کہ خدا تعالیٰ کی ذات تو مخفی در مخفی اور غیب در غیب اور وراء الوراء ہے اور کوئی عقل اُس کو دریافت نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَاتُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ وَھُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصَارَ۔ آپ فرماتے ہیں کہ بجز اس طریق کے کہ خدا خود ہی تجلی

کرے اور کوئی دوسرا طریق نہیں ہے جس سے اس کی ذات پر یقین کامل حاصل ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الحشر کی آیت ۹۱ کے حوالہ سے صفت الخبیر کے مضمون کو بیان فرمایا۔ اس آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''اے ایمان والو خدا سے ڈرتے رہو اور ہر ایک تم میں سے دیکھتا رہے کہ مَیں نے اگلے جہان میں کون سا مال بھیجا ہے۔ اور اس خدا سے ڈرو جو خبیر اور علیم ہے اور تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے یعنی وہ خوب جاننے والا اور پرکھنے والا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے مختلف ارشادات بھی پڑھ کر سنائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دنیا و عقبیٰ میں کامیابی کا ایک گُر بتایا کہ انسان کل کی فکر آج کرے۔ اور اپنے ہر قول و فعل میں یہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ میرے کاموں سے خبردار ہے۔ یہی تقویٰ کی جڑ ہے۔ اور یہی ہر کامیابی کی روحِ رواں ہے۔ پھر حقائق الفرقان میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ'' ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ تقویٰ کا علاج بتایا کہ تم یہ یقین رکھو کہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا اور ان سے خبر رکھنے والا بھی کوئی ہے''۔ آپ فرماتے ہیں کہ انسان اگر یہ یقین کرے کہ کوئی خبیر و علیم بادشاہ ہے جو ہر قسم کی بدکاری، دغا، فریب، سُستی اور کاہلی کو دیکھتا ہے اور اس کا بدلہ دے گا، تو وہ بچ سکتا ہے۔ ایسا ایمان پیدا کرو۔ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے فرائض نوکری، حرفہ، مزدوری وغیرہ میں سُستی کرتے ہیں۔ ایسا کرنے سے رزق حلال نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو تقویٰ کی توفیق دے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں بعض بچیوں سے ان کے سسرال یا خاوند کی طرف سے ہونے والے ظلم اور زیادتی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایسے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ انہیں کوئی دیکھ نہیں رہا، ہم گھر میں بیٹھے کسی لڑکی پر جو مرضی ظلم کرتے چلے جائیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ کرے کہ ہر احمدی گھرانہ خاوند ہو یا بیوی، ساس ہو یا بہو، نند ہو یا بھابھی تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے والی اور ایک حسین معاشرہ قائم کرنے والی ہوں۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے سورۃ المنافقون آیت ۱۲، سورۃ التغابن آیت ۹، سورۃ العادیات آیات ۱۱۔۱۲ کے حوالہ سے بھی صفت الخبیر کا مضمون بیان فرمایا۔ حضور نے حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کے حوالہ سے بتایا کہ بصیر اور علیم کے الفاظ صرف علمی حالت پر دلالت کرتے ہیں لیکن خبیر کا لفظ اُس علم کے مطابق عمل کرنے پر بھی دلالت کرتا ہے یعنی خبیر میں علاوہ خبر رکھنے کے مجرموں کی سزا اور اُن کی خبر لینے کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ﴿اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ﴾ کے معنے یہ ہیں کہ اُس دن اُن کا ربّ اُن کی خوب خبر لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ﴾ ہم خبیر ہیں، اِن لوگوں کے اندرونی حالات کو خوب جانتے ہیں مگر ہم حجت تمام ہونے کے بعد ان کو سزا دیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ پھر بعض خبریں ہیں جو قرآن کریم میں آئندہ آنے والے زمانے کے لئے بیان ہوئی ہیں۔ فرمایا ﴿وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾۔ اور جب نفوس ملا دئے جائیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ایک تفسیری نوٹ میں اس کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہ وہ زمانہ ہوگا جب کثرت سے چڑیا گھر بنائے جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اور اِس زمانے کے چڑیا گھر بھی اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے جانور سمندری اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ ان میں منتقل کئے جاتے ہیں کہ اُس زمانے کے انسان کو اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ پھر غالباً سمندری لڑائیوں کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی گئی ہے جب کثرت سے سمندروں میں جہاز رانی ہوگی اور اس کے نتیجہ میں دُور دُور کے لوگ آپس میں ملائے جائیں گے۔ یعنی صرف جانور ہی اکٹھے نہیں کئے جائیں گے بلکہ بنی نوع انسان بھی ملائے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ﴿وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ یعنی ایسے اسبابِ سفر مہیا ہو جائیں گے کہ قومیں باوجود اِتنی دور ہونے کے آپس میں مل جائیں گی حتیٰ کہ نئی دُنیا پرانی سے تعلقات پیدا کرلے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں ٹیلی فون، ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ پہ کمپیوٹر کے ذریعہ سے آپ گھر بیٹھے ایک ہی وقت میں باتیں بھی کر رہے ہوتے ہیں، تحریر بھی پہنچا رہے ہوتے ہیں، تصویریں بھی پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ سب ایجادات اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیلیں ہیں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ بھی میرے ہی لئے ہے...... پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کردئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعہ کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اَور بھی بڑھا رہی ہیں کیونکہ اسبابِ تبلیغ جمع ہو رہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔ غرض اِس قدر سامان تبلیغ جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانے میں ہم کو نہیں ملتی۔

اک نیا ہم نے کیا عہد وفا آج کی رات

(۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء کی رات کے حوالہ سے)

اک نیا ہم نے کیا عہد وفا آج کی رات
پھر اتر آیا زمیں پر ہے خدا آج کی رات

جس پہ چھائے تھے گھنے خوف و رجا کے سائے
بقعۂ نور ہوئی اُس کی فضا آج کی رات

میرے آنگن سے قضا لے گئی اک شجرِ عزیز
صحن گلشن میں نیا پھول کِھلا آج کی رات

زخمی دل ماہی بے آب بنے تھے کہ جنہیں
مالکا! تُو نے عطا کردی شفا آج کی رات

اُس کی فرقت میں سبھی پھرتے تھے مغموم و حزیں
تیری آمد نے دیا غم کو بھلا آج کی رات

جب گرے سجدہ میں عشّاق نشاں کی خاطر
پاگئی شرفِ اجابت وہ دُعا آج کی رات

سج گئے دل کے دریچے کسی دُلہن کی طرح
اُس پہ نکھرا ہے بہت رنگ حنا آج کی رات

یوں بھی کیا شمع پہ پروانے جلا کرتے ہیں
اہل دنیا پہ نیا بھید کھلا آج کی رات

اک عجب اہلِ جنوں میں ہے تغیّر ساجدؔ
کل جو عاشق تھا وہ معشوق ہوا آج کی رات

(قریشی داؤد احمد ساجدؔ۔ لندن)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احادیث نبویہ میں مذکور بعض پیش خبریوں کا بھی ذکر فرمایا جو بڑی صفائی سے پوری ہوئیں۔ ان میں خلافت راشدہ کے قیام، چاند سورج گرہن کے نشان اور طلوع الشّمسِ مِنَ المَغْرِب کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا جن میں آپ کی مبارک نسل کے قائم رہنے اور آپ کے آباء و اجداد کا ذکر منقطع ہونے کی خبر ہے۔ اور اسی طرح جماعت کی عظیم الشان ترقیات اور فتوحات کا بیان ہے۔

......☆......☆......☆......

اعتذار و تصحیح

(۱)......حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۷/فروری ۲۰۰۳ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۴/مارچ ۲۰۰۳ء میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کی مرتبہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے قبولیت دعا کا ایک واقعہ سہواً حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی طرف منسوب ہوگیا ہے۔ یہ حضرت مفتی فضل الرحمٰن رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔

(۲)......اسی طرح حضور رحمہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰/جولائی ۲۰۰۰ء (مطبوعہ ۲۲/ستمبر ۲۰۰۰ء) میں حضرت مفتی فضل الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات سہواً ۱۹۲۴ء بیان ہوئی ہے۔ صحیح تاریخ وفات ۱۰/جون ۱۹۴۰ء ہے۔ (مطابق روزنامہ الفضل قادیان ۱۰/جون ۱۹۴۰ء)۔ قارئین کرام یہ تصحیحات نوٹ فرمالیں۔

(ادارہ)

وَاِذَ الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ

قرآنی پیشگوئی کا عظیم الشان ظہور

غلام مصباح بلوچ ۔ربوہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

”......اور حُشِرَ مجہول کے صیغہ میں اس کے ایک زائد معنی بھی ہوتے ہیں ۔ چنانچہ کہتے ہیں حُشِرَتِ الْوُحُوْشُ اورمراد یہ ہوتی ہے کہ مَاتَتْ وَ اُهْلِكَتْ یعنی وحشی مرگئے یاان کو ماردیا گیا(اقرب) پس وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کے ایک معنی یہ ہوں گے کہ وحشیوں کو ہلاک کردیا جائے گا“۔(تفسیر کبیر جلدہشتم صفحہ ۲۰۸ ،سورۃ تکویر آیت ٦)

......☆......☆......

خدائے قدوس نے اپنی آخری کتاب شریعت ”قرآن مجید“ کی صورت میں حقائق ومعارف اور روحانی خزائن کا بحرِ زخّار دنیا کو عطا کیا اور ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت اور مابعد کی زندگی کی خبروں کی ایسے حیرت انگیز طور پر اطلاع دی کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ جب قرآنی پیشگوئیوں کے بیانات پر تدبّر کیا جائے تو اتنے خزانے علوم و معارف کے نظر آتے ہیں کہ انسانی ادراک ہر مرحلہ اور ہر لمحہ پر اپنے عجز کا اعتراف کرتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”اے بندگان خدا یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا کامل ہے جس نے ہر ایک زمانے میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر ایک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جوشبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔کوئی شخص برہمو ہو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوسکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائبات و غرائب خواص کسی پہلے زمانے تک ختم نہیں ہوچکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحف مطہرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول وفعل میں مطابقت ثابت ہو“۔(ازالۂ اوہام ۔روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۲۵۷، ۲۵۸)

صحیفۂ فطرت کے ان جدید در جدید پیدا ہونے والے عجائبات و تغیّرات کے متعلق قرآن شریف میں اُس عالم الغیب ہستی نے پہلے سے خبریں دے رکھی ہیں ۔قرب قیامت میں ظاہر ہونے والے ایک تغیّر زمانہ کی خبر دیتے ہوئے قرآن شریف فرماتا ہے:۔﴿وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ﴾(التکویر:٦)

لغوی تحقیق: اَلْوُحُوْش: حَيَوَانُ الْبَرِّ اَوْ مَا لَا يَسْتَأْنِسُ مِنْ دَوَابِّ الْبَرِّ (اقرب الموارد) یعنی وُحُوْشٌ، وَحْشِیٌّ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں جنگلی جانور یا وہ چوپایہ جو انسانوں سے مانوس نہ ہو۔حَشَرَ النَّاسَ: جَمَعَهُمْ اس نے انہیں جمع کیا۔

حَشَرَ الْجَمْعَ: اَخْرَجَهُ مِنْ مَكَانٍ اِلٰى آخَر ۔ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا۔

حُشِرَتِ الْوُحُوْشُ: مَاتَتْ وَ اُهْلِكَتْ یعنی وحشی مرگئے یاان کو ماردیا گیا۔(اقرب الموارد)

عربی زبان کی وسعت کے لحاظ سے سورۃ تکویر کی یہ آیت بھی وسیع معانی اور مضمون رکھتی ہے لیکن مضمون ھٰذا میں اقرب الموارد کے پیش کردہ تین مختلف معانی کے اعتبار سے آیت کے تین مختلف ترجمے یوں بنتے ہیں۔

وَاِذَ الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ۔

(۱)جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔

(۲)جب وحشیوں کوایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے گا۔

(۳)جب وحشی ہلاک کردیئے جائیں گے۔

اس مضمون میں تیسرے معنوں کوخصوصاً اور پہلے دومعنوں کوعموماً بیان کرنا مقصود ہے۔

جب وحشی ہلاک کئے جائیں گے

بیسویں صدی کی آمد سائنس کی ترقی کے بیشمار سامان لے کر آئی اس صدی میں انسان نے اپنے سکون اور راحت اور زندگی کو آسان سے آسان تر اور آرام دہ بنانے کی بیشمار راہیں تلاش کیں اور اس مقصد میں وہ بہت کامیاب ہوا لیکن انسان کی ان راحتوں اور زندگی کی لذّتوں اور مستیوں میں اور سامانِ زیب و زینت کے حصول میں کتنے جانوروں کا خون کیا گیا شاید انسان اپنی راحتوں کی وجہ سے اس سے بے خبر ہے۔

پچھلے زمانوں میں لوگ جانوروں کے مرنے کے بعد ان کی کھالیں اور ہڈیاں وغیرہ استعمال کر کے مختلف چیزیں بنایا کرتے تھے لیکن لالچ اور حرص نے لوگوں کو ان بے زبان جانوروں کے خون کرنے پر اکسایا۔ آج کے دور میں ہاتھی کو محض اس کا دانت حاصل کرنے کی غرض سے ماردیا جاتا ہے۔گینڈے کا سینگ حاصل کرنا ہو تو پہلے اسے بھی موت کے گھاٹ اتارا جاتا ہے، چیتا ، ہرن اور برفانی ریچھ صرف اس لئے ماردیئے جاتے ہیں کہ ان کی کھال سے لباس وغیرہ کی ورائٹی پیش کر کے روپیہ کمایا جاسکے۔اس سلسلے میں چند اعداد وشمار دیئے جاتے ہیں۔

گینڈوں کے متعلق ایک تحقیق میں لکھا ہے:۔

"In Africa, the fate of rhino is dictated by the high price commanded by rhino horn, which is either made into dagger handles or used in Oriental medicines. The last 20 years have seen its numbers drop from around 65000 to under 3000 and many local populations have been wiped out completely". (Did you know? Page: 130 Published by The Reader's Digest Association limited Berkely Square House, London WIX 6AB. Reprinted 1991. Printed: Partenaires Brun, Maury France.)

یعنی گینڈے (Rhino) کا سینگ اس کے ہلاک کئے جانے کی سب سے بڑی وجہ ہے جو یا تو خنجروں کے دستوں(Dagger handles) میں استعمال ہوتا ہے یا بعض مشرقی دوائیوں (خصوصاً چین) میں استعمال کیا جاتا ہے۔گزشتہ بیس سالوں میں افریقہ میں گینڈوں کی تعداد ۶۵,۰۰۰ سے کم ہوکر صرف ۳۰۰۰ تک آگئی ہے بلکہ افریقہ کی بعض جگہوں پر تو یہ بالکل ناپید ہوچکا ہے۔ Namibia کی حکومت نے اپنے ملک میں عموماً گینڈوں کے سینگ اس امید سے کٹوا دیئے ہیں کہ پھر لوگ ان کا شکار کرنے سے اجتناب کریں گے۔

ایک بایولوجسٹ(Biologist) ہاتھیوں کے متعلق لکھتا ہے۔

"Today there are 625,000 African Elephants but between 1979 and 1989, 70,000 a year were slaughtered for their ivory tusks. At that rate they would have been extinct before the end of the century". (Bio facts Page 139 by Susan Goodman Oxford University press. 1993 printed in Hong Kong)

یعنی آج افریقن ہاتھیوں کی تعداد ۶۲۵,۰۰۰ ہے لیکن ۱۹۷۹ء سے لے کر ۱۹۸۹ء تک ان کے ہلاک کئے جانے کی شرح ۷۰,۰۰۰ سالانہ تھی، ہلاک کئے جانے کا ایک ہی مقصد تھا کہ ہاتھی کے دانت (Ivory Tusks) حاصل کئے جائیں۔ اگر یہی شرح رہی تو ممکن ہے اگلی صدی سے پہلے ہاتھی دنیا میں ناپید ہوجائے۔

تجارتی لحاظ سے شکار کیا جانے والا ایک جانور چیتا بھی ہے ۔ ایک مضمون نگار اپنے مضمون ”برفانی چیتے۔نسل ختم ہونے کا خطرہ“ میں لکھتے ہیں:۔

”تازہ تحقیق کے نتائج کے مطابق دنیا میں برفانی چیتے کی نادر نسل میں تیزی سے کمی ہورہی ہے۔ ۱۹۹۴ء میں دنیا میں برفانی چیتوں کی کل تعداد ۷ ہزار ۴ سو تھی جو اب ۵ ہزار ۷ سو نوے کے قریب ہے۔ گزشتہ سات برسوں میں برفانی چیتوں کی تعداد میں ۱۶۱۰ کی ریکارڈ کمی ہوئی ہے جو دنیا میں کل تعداد کا 21.76 فیصد ہے۔...... ہر سال دنیا میں ۲۱۰ برفانی چیتے جو کل تعداد کا 2.72 فیصد ہیں، شکاریوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ ماہرین کے خیال میں اگر برفانی چیتے کے سفاکانہ قتل کا سلسلہ جاری رہا تو آئندہ ۳۰ برسوں میں اس کی نادر نسل کا دنیا سے مکمل خاتمہ ہوجائے گا“۔(جنگ سنڈے میگزین ۲۱/اپریل ۲۰۰۲ء صفحہ ۱۳)

چیتے کے شکار کئے جانے کی سب سے بڑی وجہ اس کی خوبصورت اور قیمتی کھال ہے۔ماہرین کے مطابق چھ تا گیارہ عدد برفانی چیتوں کی کھالوں سے ایک کوٹ تیار ہوتا ہے ۔جس کی مالیت یورپ میں ۶۰ ہزار امریکی ڈالر سے زیادہ ہے۔کھال کی وجہ سے Tigers بھی شکاریوں کے نشانے پر ہیں۔ ایک مضمون نگار Eugene Linden اپنے مضمون میں ٹائگر کی نسل دنیا میں تیزی سے ختم ہونے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"All too soon, dreams may be the only place where tigers roam freely". (The weekly time March 28, 1994 page 34)

یعنی بعید نہیں کہ آئندہ خوابیں ہی وہ جگہیں ہوں جہاں ٹائیگرز آزادی سے گھوم پھر سکیں۔ٹائیگرز کا شکار کرنا ایک فیشن بھی رہا ہے، ایک مصنف لکھتا ہے:۔

"In India, the Mahrajahs and their British guests hunted Tigers. In 1939 after fifty years of hunting, there were between 20,000 and 30,000 tigers in India but by 1972 there were only 1,827 left".(Wildlife in Danger page. 20 by Malcolm Penny first published in Great Britain 1990 by Simon & Schustey Young Books Reprinted in 1995 by Macdonald Young Books Touchstone Publishing Ltd)

یعنی انڈیا میں ٹائیگرز مہاراجاؤں اور ان کے انگریز مہمانوں کے شکار کا نشانہ رہے ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں ۵۰ سال شکار ہونے کے بعد بھی ٹائیگرز کی تعداد ۲۰,۰۰۰ سے ۳۰,۰۰۰ کے درمیان تھی لیکن ۱۹۷۲ء میں تعداد صرف ۱,۸۲۷ رہ گئی۔ ایسے جانوروں کی لاشیں بطور ٹرافی (Trophy) دنیا کو دکھائی جاتی تھیں۔

دنیا کا سب سے بڑا جانور وہیل (Whale) بھی انسانی ہتھکنڈوں کے سامنے بے بس ہے۔اس کے گوشت کے علاوہ اس سے نکلنے والا تیل بھی اس کی ہلاکت کا موجب ہے۔وہیل کی تقریباً دس سے زیادہ مختلف اقسام ہیں۔ایک مصنف لکھتا ہے:۔

"Thirty thousand whales were killed in 1933 and the numbers rose to a peak in the 1960s. They then began to decline. In 1962, 67,000 were killed, but even by 1972 the whalers were still

managing to find well over 40,000 whales to kill every year. ....The number of fin whales has fallen in only fifteen years from 100,000 to around 4,000".(Wildlife in Danger page.7)

یعنی ۱۹۳۳ء میں تیس ہزار وہیلز شکاریوں کا شکار ہوئیں۔ ۱۹۶۲ء میں یہ تعداد ۶۷,۰۰۰ ہوگئی۔ لیکن ۱۹۷۲ء تک شکاری سالانہ ۴۰,۰۰۰ وہیلز مارنے میں کامیاب ہورہے تھے۔ وہیل کی ایک قسم Fin whale ہے پندرہ سالوں میں ان کی تعداد ایک لاکھ سے کم ہوکر تقریباً ۴۰۰۰ رہ گئی ہے۔

بین الاقوامی پابندیوں کے باوجود بھی وہیل کا ناجائز شکار جاری ہے۔ یہ چند اعداد و شمار تھے بے زبان مخلوق کی دردناک ہلاکت کے۔ اس کے علاوہ ہلاکت کی اور بھی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) جنگلات میں کمی:۔ دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر دنیا میں آبادیاں بڑھ رہی ہیں چنانچہ وہ جنگلات جو جانوروں کا مسکن اور بقا کا اہم ذریعہ ہیں بڑھتی ہوئی آبادی کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں جس کی وجہ سے جانور نہ صرف اپنی پناہ گاہیں کھو بیٹھتے ہیں بلکہ آہستہ آہستہ اپنا وجود بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ ان جنگلات میں جانوروں کی کچھ ایسی بھی اقسام ہیں جو ابھی دریافت بھی نہیں ہوئیں۔ آبادی کتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جنوبی امریکہ میں بہنے والے دریائے Amazon کے ساتھ موجود جنگلات کا رقبہ دنیا میں موجود جنگلات کے دو تہائی حصے کے برابر ہے لیکن ۱۹۸۷ء میں انہی جنگلات کا ۲۰۴,۰۰۰ مربع کلومیٹر رقبہ زراعت کی وجہ سے جلا دیا گیا ۱۹۸۸ء میں ۱۲۱,۰۰۰ مربع کلومیٹر کا اور اضافہ کیا گیا یہ سلسلہ ابھی دنیا میں جاری ہے۔

(Wildlife in Danger page.30,31)

(۲) جانوروں کی مختلف انواع کا ایک دوسرے پر اثر:۔

قانون قدرت نے بعض جانوروں کی بقا کا انحصار بعض چھوٹے جانوروں پر رکھا ہے، مثلاً بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو خوراک کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ چیتا، شیر، ٹائیگر وغیرہ ایسے جانور ہیں جن کی زندگی کی بقا کا بڑا ذریعہ دیگر کمزور جانوروں کو خوراک بنانا ہے۔ دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیشِ نظر چڑیا گھروں کو جانوروں سے بھرنے کی وجہ سے Carnivorous (وہ جانور جو دوسرے جانوروں کو کھاتے ہیں) جانوروں کی بقا پر بہت گہرا اثر پڑا ہے اور پڑ رہا ہے۔

(۳) لباس اور زیورات کی خاطر:۔

قانون قدرت نے جانوروں کو انسانی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ان سے ضروریات زندگی حاصل کریں۔ لیکن آج کا انسان نہایت غیر ضروری وجوہات کی خاطر جانوروں کا استعمال (Overexploitation) کررہا ہے۔ مثلاً ہاتھی کا دانت حاصل کرنے کی خاطر ۱۹۷۹ء سے لے کر ۱۹۸۹ء تک افریقہ میں ۷۰,۰۰۰ ہاتھیوں کو مار دیا گیا۔ بین الاقوامی پابندیوں کے باوجود یہ کاروبار ابھی بھی دنیا میں رائج ہے۔

(۴) چڑیا گھروں اور تحقیقات کی خاطر:۔

دنیا کے ہر ملک میں موجود چڑیا گھروں کو آباد کرنے کے لئے دنیا کے مختلف مقامات سے جانور جمع کئے جاتے ہیں۔ کئی جانور ایسے ہیں جو ایسی نئی اور خودساختہ جگہوں پر موافق ماحول نہ پانے کی وجہ سے موت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا میں ہونے والی نت نئی تحقیقات کا تجربہ بھی عموماً ان بے زبانوں پر کیا جاتا ہے جو بسا اوقات ان کی ہلاکت کا موجب بھی بن جاتی ہیں۔

(۵) بین الاقوامی جنگیں:۔

انسانوں کی آپس میں یا مختلف ملکوں کی آپس میں جب جنگیں چھڑتی ہیں تو یہی جنگلات اور انسانی آبادیوں سے خالی لیکن ان بے زبان مخلوق سے پر جگہیں ہی میدانِ جنگ بنتے ہیں۔ چنانچہ فائرنگ، بمباری اور بارودی دھماکے ان جانوروں کو مٹانے کا موجب بن جاتے ہیں۔

(۶) ماحولیاتی آلودگی اور زہریلے مواد کا اخراج:۔

دنیا میں چلنے والے کارخانوں، مشینوں، گاڑیوں اور انڈسٹریز وغیرہ سے نکلنے والا دھواں اور زہریلا کیمیکل بھی ان جانوروں کے لئے جان لیوا ثابت ہورہا ہے کیونکہ ان کو ان چیزوں کے مہلک اثرات سے کوئی آشنائی نہیں ہے۔ کوئلہ، تیل اور گیس کے جلنے کے نتیجے میں جو بخارات فضا میں جاتے ہیں وہ Acid Rain کا باعث بنتے ہیں یعنی ایسی بارش جو اپنے اندر سلفر ڈائی آکسائیڈ اور نائٹروجن آکسائیڈ لئے ہوئے ہوتی ہے۔ ایسی بارش ایک طرف تو مچھلیوں کی ہلاکت کا موجب بنتی ہے۔ دوسری طرف درختوں کی بھی بے تحاشا بربادی کرتی ہے۔ یورپ اور امریکہ خاص طور پر ایسی بارشوں کا شکار ہیں۔

(۷) جانوروں کی بڑھتی ہوئی آبادی سے نجات کا ایک طریق:۔

''ہانگ کانگ (رائٹر)۔ ہانگ کانگ میں بندروں کی تعداد بے حد بڑھ چکی ہے اور حکومت نے ان کی افزائش نسل روکنے کا منصوبہ بنایا ہے جو تاریخ میں بندروں کے لئے پہلا برتھ کنٹرول پروگرام ہوگا۔ ہانگ کانگ میں بندروں کی بڑھتی ہوئی تعداد نے جہاں صحت وصفائی اور شور کے حوالے سے مسائل پیدا کئے ہیں۔ وہیں شہری اس مخلوق کی حرکتوں سے بھی تنگ آچکے ہیں۔ بڑی بڑی شاہراہوں پر بندروں کی ٹولیاں بھیک مانگتی نظر آتی ہیں۔ بعض شرارتی بندر راہ چلتے لوگوں سے چیزیں چھین لیتے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک چالاک بندر چھلانگ لگا کر سمندری کشتی پر سوار ہوگیا اور اس نے ہانگ کانگ کے معروف وسطی علاقے تک سفر کیا جہاں شاید اسے اپنی پسند کے مطابق ماحول نظر آگیا۔ حکومت نے ان مسائل پر قابو پانے کے لئے بندروں کو ایسا انجیکشن لگانے کا فیصلہ کیا ہے جو نر میں افزائش نسل کی صلاحیت ختم کردے گا اور مادہ پانچ برس کے لئے بانجھ ہوجائے گی۔ (روزنامہ ''دن'' لاہور یکم/ اپریل ۲۰۰۲ء صفحہ ۷ جلد ۷ شمارہ ۴۳)

جانوروں کی ہلاکت کے یہ معلوم اسباب ہیں۔ وحشی جانور آج کے انسان کی وحشت سے خود خوفزدہ ہیں۔ ایک کتاب میں لکھا ہے:۔

"Since 1600 man has been responsible for the extinction of at least 50 species of mammal and over 100 species of bird". (Did You Know? Page. 130)

یعنی ۱۶۰۰ء کے بعد انسان mammal (وہ جانور جو اپنے بچوں کو دودھ پلاتے ہیں) کی پچاس اقسام اور پرندوں کی سو اقسام کے معدوم ہونے کا ذمہ دار ہے۔

یہ وحشی جانور انسان سے خوفزدہ ہے ایسی صورتحال کو دیکھ کر سب جانور چڑیا گھر (Zoo) میں قید کی زندگی کو ترجیح دیں گے کیونکہ وہاں کم از کم انہیں شکاریوں سے تو تحفظ ملے گا۔ لیکن دوسری طرف انسان ہی ان بے زبانوں کے لئے تحفظ کا سامان پیدا کررہا ہے۔ چنانچہ کئی تنظیمیں ہیں جو Wildlife کے تحفظ اور سلامتی کی خاطر کام کررہی ہیں۔ مثلاً:۔

(1)International Fund for Animal Welfare (IFAW)
(2)International Whaling Commission (IWC)
(3)Friends of the Earth
(4)Green peace International
(5)Royal Society for Nature Conservation
(6)The Wildfowl and Wetlands Trust.

(Wildlife in Danger Page. 43)

دنیا میں موجود ان بے شمار تنظیموں کے علاوہ ہر ملک اپنے طور پر اپنے ملک کی Wildlife کو محفوظ بنا رہا ہے۔ بہرکیف ان مظلوم وحشی جانوروں (Wildlife) کی دردناک اموات کے بھیانک نظارے کے متعلق قرآن شریف نے صدیوں پہلے ہی وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ (جب وحشی ہلاک کئے جائیں گے) کے الفاظ میں خبر دے دی تھی جس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عالم الغیب خدائے واحد کی ہی سچی کتاب ہے۔

(۲) جب وحشی جمع کئے جائیں گے۔

قرآن شریف کی یہی آیت اپنے اندر معنوں کے لحاظ سے بھی کہ (۱) جب وحشی جمع کئے جائیں گے۔ (۲) جب وحشی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جائیں گے اپنی صداقت کا ثبوت دے رہی ہے۔

دنیا میں چڑیا گھروں (Zoo) کا بننا، سفاری پارکس (Safari Parks) اور نیشنل پارکس اور ریزروز (National parks and Reserves) کا قیام میں آنا اس پیشگوئی کے ظہور کا عظیم ثبوت ہیں۔ ورنہ کون سوچ سکتا تھا کہ وحشی جانور (شیر، ہاتھی، بندر، چیتا، ریچھ وغیرہ) کسی ایک جگہ جمع ہوسکتے ہیں۔ جس ملک میں کوئی جانور اگر نہیں پایا جاتا تو دوسرے ملکوں سے وہاں منتقل کئے جاتے ہیں۔ جو حُشِرَتْ کے معنی اَخْرَجَہٗ مِنْ مَکَانٍ اِلٰی آخَر کا عملی اظہار ہیں۔ اگر کسی ملک میں کسی نایاب جانور کے تحفظ کے ذرائع ناکافی ہیں تو بین الاقوامی طور پر دوسروں ملکوں میں جہاں ذرائع ممکن ہیں تحفظ دیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے نیشنل پارکس بہت اہم کردار ادا کررہے ہیں، جہاں ان جانوروں کو مکمل قدرتی ماحول فراہم کیا جاتا ہے۔

'One achievement has been the establishment of national parks and reserves, …… with strict prohibitions on mining, cultivation, stock raising, hunting and fishing there are now about 1,200 reserves in the world, covering a total of 6,700,000 acres'.

(The world Book Encyclopædia of Science Vol. VI page. 142 The Animal World printed in USA published by World Book, Inc, Chicago 1989 ISBN: 0-7166-3212-8)

جانوروں کے تحفظ میں ایک کامیابی نیشنل پارک کا قیام ہے جہاں وسیع اراضی میں جو چاردیواری (Fences) سے محفوظ ہے جانوروں کو قدرتی ماحول فراہم کیا گیا ہے جہاں کسی قسم کی بھی معدنیات نکالنے (Mining) کٹائی، شکار، ماہی گیری اور زراعت وغیرہ کی پابندی ہے۔ دنیا میں ۱۲۰۰ سے بھی زیادہ نیشنل پارکس کا قیام عمل میں آگیا ہے جن کا کل رقبہ ۶,۷۰۰,۰۰۰/ ایکڑز بنتا ہے۔ یہ سب جگہیں حفاظتی عملے کی نگرانی میں ہیں۔

پس جانوروں کی ہلاکت اور ان کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرکے جمع کیا جانا۔ یہ دونوں عمل آیت وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کی پیشگوئی کی صداقت کا اظہار ہیں۔ ان معنوں کے علاوہ یہ آیت بعض اور معنوں میں بھی پوری ہورہی ہے اور قرآن مجید کی عظمت کا ثبوت دیتی ہے۔ غرض یہ کہ قرآن مجید کے الفاظ ایک لحاظ سے کمپیوٹر میں موجود مختلف Icons کی طرح ہیں جن کو Click کرنے سے اس کے حقائق و معارف اور فصاحت وبلاغت کی Files کھلتی چلی جاتی ہیں۔

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

خطبہ جمعہ

گزشتہ دنوں جس طرح پوری جماعت اللہ کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے جھکی اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہماری خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس پیاری جماعت نے جس خوشی اور اللہ تعالیٰ کی حمد کا اظہار کیا ہے وہ اس جماعت کا ہی خاصہ ہے۔

مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت سے بہت پیار ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز -فرمودہ ۲؍مئی ۲۰۰۳ء مطابق ۲؍ہجرت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ۔ وَقَالُواالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا لِهٰذَا۔ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ۔ لَقَدْ جَآءَ تْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾(سورۃ الاعراف:۴۴)

اورہم ان کے سینوں سے کینے کھینچ نکالیں گے ان کے زیرِ تصرّف نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں یہاں پہنچنے کی راہ دکھائی جبکہ ہم کبھی ہدایت نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔ یقیناً ہمارے پاس ہمارے ربّ کے رسول حق کے ساتھ آئے تھے اور انہیں آواز دی جائے گی کہ یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث ٹھہرایا گیا ہے بسبب اُس کے جو تم عمل کرتے تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی مستحقِ تعریف کے اچھے فعل پر کی جائے نیز ایسے انعام کنندہ کی مدح کا نام ہے جس نے اپنے ارادہ سے انعام کیا ہو۔ اور اپنی مشیئت کے مطابق احسان کیا ہو۔ اور حقیقت حمد کَمَا حَقُّهٗ صرف اسی ذات کے لئے متحقق ہوتی ہے جو تمام فیوض و انوار کا مبدء ہو اور علی وجہ البصیرت کسی پر احسان کرے، نہ کہ غیر شعوری طور پر یا کسی مجبوری سے۔ اور حمد کے یہ معنی صرف خدائے خبیر و بصیر کی ذات میں ہی پائے جاتے ہیں۔ اور وہی محسن ہے اور اول و آخر میں سب احسان اسی کی طرف سے ہیں۔ اور سب تعریف اسی کے لئے ہے اس دنیا میں بھی، اُس دنیا میں بھی۔ اور ہر حمد جو اس کے غیروں کے متعلق کی جائے اس کا مرجع بھی وہی ہے۔...... اللہ تعالیٰ نے لفظ حمد میں ان صفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جو اس کے ازلی نور میں پائی جاتی ہیں۔‘‘ (اعجاز المسیح۔ ۱۲۵ تا ۱۲۷)

دعا کا مضمون ایک ایسا مضمون ہے کہ جس کے بغیر مومن ایک لمحہ کے لئے بھی زندگی گزارنے کا تصور نہیں کر سکتا اور جب مومن کی دعا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کی وجہ سے قبولیت کا درجہ پاتی ہے تو پھر بے اختیار مومن کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گانے لگتا ہے۔ گزشتہ دنوں جس طرح پوری جماعت کیا بچہ اور کیا بوڑھا، کیا مرد اور کیا عورت، کیا غریب اور کیا امیر، اللہ کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے جھکے اور اپنی ذات سے بے خبر ہوئے اس کے حضور اپنا سر رکھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے ہماری خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس پیاری جماعت نے جس خوشی اور اللہ تعالیٰ کی حمد کا اظہار کیا ہے وہ اس جماعت کا ہی خاصہ ہے۔ آج پوری دنیا میں سوائے اس جماعت کے اور کہیں یہ اظہار نہیں مل سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا اس دور میں یہی نشان کافی ہے لیکن ’گر دل میں ہو خوفِ کردگار‘۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی جماعت کو جب اگلے جہان میں جنت کی بشارت دیتا ہے تو اس کے نظارے صرف بعد میں ہی کروانے کے وعدے نہیں کرتا بلکہ اس دنیا میں بھی اخلاص، وفا اور پیار کے نمونے دکھا کر آئندہ جنتوں کے وعدوں کو مزید تقویت دیتا ہے۔ اس کے نظارے روزانہ ڈاک میں آجکل میں دیکھ رہا ہوں۔ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ کس طرح ایک شخص جو سینکڑوں ہزاروں میل دور ہے صرف اور صرف خدا کی خاطر خلیفۂ وقت سے اظہار محبت و پیار کر رہا ہے اور یہی صورت ادھر بھی قائم ہو جاتی ہے۔ ایک بجلی کی رَو کی طرح فوری طور پر وہی جذبات جسم میں سرایت کر جاتے ہیں۔ الحمد لله، الحمد لله۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک الہام ہے:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْحَزَنَ وَ اٰتَانِي مَا لَمْ يُؤْتَ اَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِيْنَ۔ اس خدا کی تعریف ہے جس نے میرا غم دور کیا اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی۔ (تذکرہ صفحہ ۶۶۴ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

لیکن ان جذبات اور احساسات کو ہم نے وقتی نہیں رہنے دینا بلکہ دعا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی اعلیٰ سے اعلیٰ مثالیں رقم کرنے کا عہد کرنا چاہئے۔ ہم اس رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں جس نے عُسر اور یُسر میں اللہ تعالیٰ سے وفا اور اس کی حمد کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی۔ آپ ابتدائی دور میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے۔ چنانچہ دیکھو مرادیں بھر آئیں اور آپ فاتحانہ شان سے مکّہ میں داخل ہوئے لیکن کس حالت میں۔ اس بارہ میں ایک روایت ہے:۔

ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابوبکر نے مجھ سے بیان کیا کہ (فتح مکہ کے دن) جب آنحضرت ﷺ ’’ذی طوی‘‘ مقام کے پاس پہنچے تو اس وقت آپ نے سرخ رنگ کی دھاری دار چادر کے پہلو سے اپنا چہرہ مبارک قدرے ڈھانکا ہوا تھا۔ اور مکہ کی فتح کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے جو آپؐ کو عزت عطا فرمائی تھی، اس کی وجہ سے آپ نے اپنا سرِ مبارک اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے اس قدر جھکایا ہوا تھا کہ قریب تھا کہ آپ کی داڑھی مبارک پالان کے اگلے حصہ سے جا چھوئے۔

(سیرۃ ابن ہشام۔ صفحہ ۵۴۶)

اس حالت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’عُلُوّ جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور شیطان کا عُلُوّ استکبار سے ملا ہوا تھا۔ دیکھو ہمارے نبی کریم ﷺ نے جب مکہ کو فتح کیا تو آپؐ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جس طرح ان مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکہ میں آپؐ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا۔ جب آپؐ نے دیکھا کہ میں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپؐ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپؐ نے سجدہ کیا‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۰۴ حاشیہ۔ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس مضمون کو، حمد کے مضمون کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔ اس بارہ میں کچھ مزید احادیث بھی پیش ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک دن میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ایک سو مرتبہ کہا، اُس کی سب خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں یعنی بہت زیادہ ہوں۔ (صحیح البخاری۔ کتاب الادب)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دو ایسے کلمات ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں لیکن میزان میں بہت بھاری ہوں گے اور خدائے رحمان کو بہت محبوب ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں: ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم''۔(صحیح البخاری۔ کتاب الایمان)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز پکارا جائے گا کہ حَمَّادُوْن کھڑے ہو جائیں۔ تو ایک گروہ کھڑا ہو جائے گا اور ان کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہونگے۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! یہ حَمَّادُوْن کون لوگ ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم)

اللہ کرے کہ اس جماعت میں کوئی ایسا فرد نہ ہو جو ان سے باہر ہو۔

کامیابی پر سجداتِ شکر بجالانے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجالائے کہ اس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اور ایمان میں ترقی ہوگی اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی، کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے تو البتہ میں نعمتوں کو زیادہ کروں گا۔ اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو یاد رکھو عذاب سخت میں گرفتار ہو گے۔

اس اصول کو ہمیشہ مدِّنظر رکھو۔ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کامیابی پر جو اسے دی جاتی ہے شرمندہ ہوتا ہے اور خدا کی حمد کرتا ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلا میں ثابت قدم رہ کر ایمان پاتا ہے''۔(ملفوظات جلداوّل صفحہ ۹۸۔۹۹، جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

''خالص احسان جو مخلوق میں سے کسی کام کرنے والے کے کسی کام کا صلہ نہ ہو مومنوں کے دلوں کو ثنا، مدح اور حمد کی طرف کھینچتا ہے۔ لہٰذا وہ خلوص قلب اور صحت نیت سے اپنے محسن کی حمد وثنا کرتے ہیں۔ اسی طرح بغیر کسی وہم کے جو شک وشبہ میں ڈالے خدائے رحمان یقیناً قابلِ تعریف بن جاتا ہے، کیونکہ ایسے انعام کرنے والی ہستی جو لوگوں پر بغیر ان کے کسی حق کے طرح طرح کے احسان کرے اُس ہستی کی ہر وہ شخص حمد کرے گا جس پر انعام واکرام کیا جاتا ہے اور یہ بات انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ پھر جب اتمام نعمت کے باعث حمد اپنے کمال کو پہنچ جائے تو وہ کامل محبت کی جاذب بن جاتی ہے اور ایسا محسن اپنے محبوں کی نظر میں بہت قابلِ تعریف اور محبوب بن جاتا ہے اور یہ صفت رحمانیت کا نتیجہ ہے۔''

(اعجاز المسیح۔ صفحہ ۸۹)

آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ:۔ ''وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں میں اسی کی حمد ہوتی ہے۔ اور پھر حمد کرنے والے ہمیشہ اس کی حمد میں لگے رہتے ہیں اور اپنی یادِ خدا میں محو رہتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں مگر ہر وقت اس کی تسبیح وتحمید کرتی رہتی ہے۔ اور جب اس کا کوئی بندہ اپنی خواہشات کا چولہ اتار پھینکتا ہے، اپنے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کی راہوں اور اس کی عبادات میں فنا ہو جاتا ہے، اپنے اُس ربّ کو پہچان لیتا ہے جس نے اپنی عنایات سے اس کی پرورش کی وہ اپنے تمام اوقات میں اس کی حمد کرتا ہے اور اپنے پورے دل بلکہ اپنے (وجود کے) تمام ذرات سے اس سے محبت کرتا ہے تو اس وقت وہ شخص عالَمین میں سے ایک عالَم بن جاتا ہے...... ایک اور عالَم وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے طالبوں پر رحم کرکے آخری زمانہ میں مومنوں کے ایک دوسرے گروہ کو پیدا کرے گا اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَة میں اشارہ فرمایا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر دو احمدوں کا ذکر فرما کر ہر دو کو اپنی بے پایاں نعمتوں میں شمار کیا ہے۔ ان میں سے پہلے احمد تو ہمارے نبی احمد مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ ﷺ ہیں اور دوسرا احمد آخرالزمان ہے جس کا نام محسن خدا کی طرف سے مسیح اور مہدی بھی رکھا گیا ہے۔ یہ نکتہ میں نے خدا تعالیٰ کے قول اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن سے اخذ کیا ہے۔ پس ہر غور وفکر کرنے والے کو غور کرنا چاہئے''۔(اعجاز المسیح۔ صفحہ ۱۳۵-۱۳۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن کریم تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں وہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔ ﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ﴾ (ابراہیم:۸)۔ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے: ﴿اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْد﴾۔ (ابراہیم: ۸)''۔

(خطبات نور۔ صفحہ ۱۳۱)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس سے محفوظ رکھے اور ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے کہ ''نَحْمَدُکَ وَنُصَلِّی۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔ سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ۔ وَ انْتَهٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا۔ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ''۔

ترجمہ: ''ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نُور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھادیں۔ مگر خدا اس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کرلے اگرچہ منکر کراہت کریں۔ ہم عنقریب ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کر لے گا۔ تو کہا جائے گا کہ کیا یہ سچ نہ تھا۔''(تذکرہ۔ صفحہ ۴۸۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

آخر پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ خطبہ میں میں نے ایک دوست کے خط کا ذکر کیا تھا اس پر بعض دوستوں نے احباب نے بہت زیادہ ردّعمل کا اظہار کیا ہے۔ میں اس دوست کو ذاتی طور پہ جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلص خاندان کے مخلص فرد ہیں لیکن اپنی سمجھ کے مطابق جو انہوں نے سمجھا اس کا اظہار کیا۔ لیکن اس وجہ سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ جماعت کے سامنے رکھ دوں کیونکہ مجھے خطرہ تھا کہ ہمدردی کا لبادہ اوڑھ کر یہ ذکر مجلسی رنگ نہ اختیار کر جائے اور کہیں کوئی نادان ٹھوکر نہ کھائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت بہت پھیل چکی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور اس زمانہ میں اس نے ایم ٹی اے جیسی نعمت بھی ہمیں عطا فرمائی ہے، فوری رابطے کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے ایسی باتوں کا ذکر کرنا میری مجبوری ہے۔ خطوط کا ایک سلسلہ ہے جس میں حوصلہ دلایا جاتا ہے۔ جَزَاکَ اللّٰہ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ذات کے لئے مجھے مکمل حوصلہ ہے اور کوئی ایسی بات نہیں۔ لیکن جماعت کی خاطر بعض باتیں کہنی پڑتی ہیں۔ کہیں یہ ذکر آجاتا ہے جذبات میں کہ یہ جماعت کے سامنے کہنے کی چنداں ضرورت نہ تھی یہ سختی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو اس بارہ میں نہایت پیار سے میں عرض کر دیتا ہوں کہ مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت سے بہت پیار ہے اور سختی یا نرمی کے مواقع اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی طرح جانتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دی ہوئی توفیق سے فیصلے کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے مطابق کام کرنے کی مجھے توفیق دے۔ لیکن پھر یہ بڑے پیار سے عرض کر دوں کہ جو جماعت کے لئے بہتر سمجھوں گا ضرور کہوں گا اور یہ کسی کو کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کی ضرورت تھی یا نہیں تھی۔ جب کہہ دیا ہے تو جماعت کے مفاد میں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا علیم ہے، قدرتوں کا مالک ہے، وہ آپ ہی میرے دل سے خیال نکال دے گا۔ مجھے اس بارہ میں کسی کے اس تبصرہ کی ضرورت نہیں کہ کیوں کہا۔ ہاں حالات سے باخبر رکھیں تاکہ تربیتی نقطۂ نظر سے جہاں کہیں کچھ کہنے کی ضرورت ہو کہہ سکوں۔ لیکن آخر میں پھر ایک وضاحت کر دوں کہ اس بات کو ختم کریں، مزید خطوط میں ان کا ذکر نہ کریں۔ ہاں اپنے اخلاص، وفا اور پیار کا اظہار کریں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گائیں اور اسی کی حمد کرتے ہوئے، دعا کرتے ہوئے اس قافلے کو آگے بڑھاتے چلے جائیں۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جماعت احمدیہ برکینا فاسو (مغربی افریقہ) کے
۱۴ ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

برکینا فاسو کے طول وعرض سے ہزاروں افراد کا اجتماع
غانا، نائیجیریا، نائجر، ٹوگو، مالی، اور بینن سے وفود کی شرکت۔
ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کی عمدہ کوریج

(رپورٹ مرتبہ : وسیم احمد ظفر ۔ مبلغ سلسلہ برکینا فاسو)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی اہمیت کے بارہ میں فرمایا تھا:

''اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔

(شہادت القرآن ۔روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

انہی اغراض کے حصول کے لئے تمام دنیا میں جلسے منعقد کئے جاتے ہیں ۔اسی طرح جماعت احمدیہ برکینا فاسو ریجنل اور نیشنل سطح پر ہر سال جلسہ سالانہ کا انعقاد کرتی ہے ۔چونکہ ملک میں غربت اور ذرائع آمد ورفت کی مشکلات کی وجہ سے سب لوگوں کا ایک جگہ پر اکٹھا ہونا نہایت مشکل امر ہے۔اس کے پیش نظر جماعت نے ہر ریجن میں ریجنل جلسہ سالانہ کا انعقاد کیا اور ہر ریجن میں مسافت کی مناسبت سے چھوٹے جلسے بھی کئے گئے ۔ اس طرح کل ۶۴ جلسوں میں ۴۰۲ جماعتوں کے ۲۹۱۶۶ افراد نے شامل ہونے کی سعادت پائی۔

ریجنل جلسوں کے بعد جماعت احمدیہ برکینا فاسو کو ۲۱،۲۲ اور ۲۳ مارچ ۲۰۰۳ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار اپنے چودھویں جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد کی توفیق ملی۔الحمدللہ علی ذلک۔یہ جلسہ سالانہ دارالحکومت واگاڈوگو (Ouagadougou) میں سومگانڈے (Somgande) کے مقام پر ہوا جہاں جماعت خدا کے فضل سے اپنا ہسپتال تعمیر کر رہی ہے۔

تیاری وانتظامات

جلسہ سالانہ کی تیاری وانتظامات کے لئے ایک ۱۸ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی۔افسر جلسہ سالانہ مکرم رشید تراورے صاحب اور ان کے نائبین مکرم ظفر احمد بٹ صاحب مبلغ واگاڈوگو، مکرم وردا گو بخاری صاحب صدر جماعت واگاڈوگو اور مکرم کابورے سلیمان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے انتھک محنت کی۔

جلسہ گاہ کا جائزہ

جلسہ سالانہ احمدیہ ہسپتال کے وسیع وعریض احاطہ میں منعقد کیا گیا۔ احاطہ کے داخلی دروازہ پر مینارۃ المسیح والا رنگین قمقموں سے مزین خوبصورت گیٹ تیار کیا گیا جس میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف بازار اور بازار سے آگے رجسٹریشن آفس تھا۔اس کے ساتھ نمائش کا ہال تھا جس کے اندر ایک کیبن میں جماعت احمدیہ کے پہلے ریڈیو سٹیشن ''ریڈیو اسلامک احمدیہ'' کا خوبصورت سٹال تھا۔ اس نمائش ہال کے ساتھ رہائش کے لئے ہالز بنائے گئے ۔ داخلے کے بائیں طرف کار پارکنگ اور اس کے بعد لجنہ کی جلسہ گاہ تھی۔اس جلسہ گاہ کے ساتھ کچن تھا جہاں ہر ریجن اپنا کھانا خود تیار کرتا تھا۔کچن اور رہائش گاہ کے درمیان پنڈال کی طرف جانے والے راستہ کے شروع میں ایک گنبد والا گیٹ بنایا گیا جس کے ساتھ پرچم کشائی کا چبوترا تھا۔پنڈال میں خوبصورت سٹیج کو بینرز اور مختلف تحریرات سے مزین کیا گیا۔سٹیج کے عقب میں مہمانوں کے بیٹھنے کی جگہ اور شعبہ سمعی وبصری کا دفتر تھا۔سٹیج کے دونوں طرف معززین کے لئے کرسیاں لگائی گئیں۔

وقار عمل

پورے احاطہ کو خوبصورت اور صاف ستھرا رکھنے کے لئے خدام وانصار کی ٹیموں نے بہت محنت کے ساتھ کام کیا ۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمد وفود

جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے آنے والے مہمانوں کے قافلے ۲۰ مارچ کو پہنچنا شروع ہو گئے جن کا سلسلہ ۲۱ مارچ بعد نماز جمعہ تک جاری رہا۔یہ وفود بسوں، ویگنوں اور ٹرکوں کے ذریعہ پہنچے۔

اس جلسہ میں چھ ہمسایہ ممالک کے وفود نے شرکت کی ۔غانا کے نائب امیر مکرم حافظ احمد سعید جبریل صاحب، نائیجیریا سے مبلغ انچارج مکرم عبدالخالق نیر صاحب، نائجر سے مکرم محمد اکبر طاہر صاحب مبلغ سلسلہ، ٹوگو سے مکرم عبدالقدوس صاحب مبلغ سلسلہ، مالی سے مکرم عمر معاذ صاحب مبلغ سلسلہ اور بینن سے مکرم ذاکراللہ صاحب نمائندہ امیر ملک نے شرکت کی۔

رجسٹریشن

جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کی رجسٹریشن کے لئے فارم اور رجسٹریشن کارڈز ہر ریجن میں پہلے سے بھجوا دئے گئے تھے۔واگا پہنچنے پر ان لسٹوں کا اندراج شعبہ رجسٹریشن کرتا تھا جس سے رجسٹریشن میں بہت سہولت رہی۔

خوراک ورہائش

شرکاء جلسہ کی رہائش کے لئے احمدیہ ہسپتال کی زیر تعمیر عمارت کے کمروں کو استعمال کیا گیا۔ ہر ریجن کی رہائش کے لئے کمرے مخصوص کردئے گئے۔ اسی طرح لجنہ کی رہائش کے لئے جلسہ گاہ سے قریبی سکول کی بلڈنگ حاصل کی گئی جہاں کمروں کے علاوہ ٹینٹ لگائے گئے ۔گرمی کی وجہ سے ایک بڑی تعداد کھلے میدان اور پنڈال میں سوتی تھی۔

مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام ۲۱ مارچ بروز جمعہ تک مرکزی طور پر کیا گیا ۔جمعہ کی شام سے ہر ریجن نے اپنے اپنے وفد کے لئے خود کھانا تیار کیا۔ ہر ریجن کو حسب تعداد خشک راشن مہیا کردیا جاتا۔اس طرح کم وقت میں زیادہ سے زیادہ مہمانوں کو بآسانی بغیر کسی بدمزگی کے کھانا میسر آتا۔اس طریق سے بفضلہ تعالیٰ ہر ریجن میں انتظامی ٹیمیں تیار کی گئیں جو اپنے اپنے ریجنز میں اجتماعات اور جلسوں کو احسن رنگ میں منعقد کرسکیں۔

معائنہ جلسہ گاہ

۲۰ مارچ کی شام مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر ومشنری انچارج برکینا فاسو نے جلسہ گاہ میں انتظامات کا جائزہ لیا۔

۲۱ مارچ ۔پہلا روز

۲۱ مارچ ۲۰۰۳ء جلسہ کے پہلے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔فجر کے بعد درس قرآن ہوا۔ایک بجے نماز جمعہ ادا کی گئی۔مکرم امیر صاحب برکینا فاسو نے خطبہ جمعہ میں ایثار، قربانی اور جلسہ کی غرض ذکر الٰہی کا مضمون بیان کیا۔

پرچم کشائی

شام ساڑھے چار بجے مکرم امیر صاحب برکینا فاسو مرکزی وفود کے ساتھ جلسہ گاہ پہنچے تو فضا نعرہ ہائے تکبیر، احمدیت، اسلام زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔اور پرچم کشائی کے چبوترہ پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ورد کے ساتھ مکرم امیر صاحب برکینا فاسو نے لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم عثمانا احمد صاحب نائب امیر اول برکینا فاسو نے برکینا فاسو کا جھنڈا لہرایا۔پرچموں کے فضا میں بلند ہوتے ہی فضا ایک بار پھر نعروں سے گونج اٹھی۔بعدہ مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

افتتاحی تقریب

افتتاحی تقریب کی صدارت مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت احمدیہ برکینا فاسو نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے فرنچ ترجمہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ پیش کیا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں آیت ﴿یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ کے حوالہ سے تفصیلی مضمون بیان کیا۔ افتتاحی دعا کے ساتھ یہ افتتاحی تقریب اختتام کو پہنچی۔ نماز مغرب اور عشاء ادا کرنے کے بعد کھانا دیا گیا۔

۲۲ مارچ ۔دوسرا دن

الحمدللہ کہ دوسرے دن کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوا۔نماز فجر اور درس قرآن کے بعد ناشتہ ہوا۔

پہلا سیشن:

دوسرے دن کے پہلے سیشن کا آغاز مکرم عبدالخالق نیر صاحب مشنری انچارج نائیجیریا کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔نظم کے بعد مکرم ابوبکر سانوغو صاحب نے اپنی تقریر میں ''ظہور امام مہدی'' کے دلائل پیش کئے۔دوسری تقریر میں مکرم تورے ابراہیم صاحب نے برکات خلافت کے موضوع پر تقریر کی۔اس طرح پہلے سیشن کا اختتام ہوا۔نماز ظہر وعصر کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔اس وقفہ میں مکرم حافظ احمد سعید جبریل صاحب نے نیشنل مجلس عاملہ، لوکل معلمین اور مرکزی مبلغین کے ساتھ میٹنگ کی اور انہیں قیمتی نصائح سے نوازا۔بعد میں بعض سوالات کے جوابات بھی دئے۔

دوسرا سیشن:

دوسرے سیشن کا آغاز مکرم اکبر طاہر صاحب مبلغ سلسلہ نائجر کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدہ مکرم حامد مقصود صاحب مبلغ سلسلہ نے عائلی زندگی میں حقوق وفرائض کے موضوع پر خطاب کیا جس کے بعد مکرم بشارت احمد نوید صاحب مبلغ

سیٹلائٹ

سلسلہ نے مشن حضرت امام مہدی علیہ السلام کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

پروگرام جلسہ لجنہ اماء اللہ

دوسرے سیشن کے دوران ساڑھے تین بجے جلسہ گاہ لجنہ کا جلسہ مکرمہ عائشہ تراورے صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ برکینا فاسو کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مکرم شازیہ اکرم صاحبہ نے تلاوت کی۔ جس کے بعد لجنہ کا عہد دہرایا گیا۔ عہد کے بعد مکرمہ عائشہ بشارت صاحبہ نے نظم پیش کی۔ بعد میں مکرمہ صدر صاحبہ نے ''اسلام میں عورت کا مقام اور احمدی خواتین کی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا۔ بعد میں عزیزہ ماہم ذوالفقار صاحبہ نے مختصر تقریر کی۔ آخر پر مکرم حافظ احمد سعید جبریل صاحب مرکزی نمائندہ لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور مختلف نصائح سے نوازا۔

لوکل زبانوں میں جلسے

رات ساڑھے آٹھ بجے جلسہ سالانہ کا نہایت دلچسپ پروگرام شروع ہوا یعنی مختلف لوکل زبانوں میں جلسوں کا انعقاد ہوا۔ جس میں مورے، جولا، فُلفُل، زبانوں میں مختلف احباب نے تربیتی و تبلیغی تقاریر کیں۔

۲۳/مارچ۔ تیسرا روز

جلسہ سالانہ کے تیسرے اور آخری دن کا آغاز بھی حسب روایت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن دیا گیا۔

اختتامی اجلاس

جلسہ سالانہ کے آخری سیشن کا آغاز مکرم حافظ احمد سعید جبریل صاحب کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ ترجمہ کے بعد مکرم محمد اکرم محمود صاحب نے مکرم دابو مجید صاحب معلم اور گروپ کے ساتھ نظم ''ہے دست قبلہ نما'' اردو اور مورے زبان میں پیش کیں۔ مورے میں مکرم دابو مجید احمد صاحب نے یہ نظم پڑھی۔ اس نظم کے ساتھ پورا پنڈال لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کے ورد سے گونج اٹھا۔ یہ نظم اردو اور مورے کا ایک حسین مجموعہ تھا۔ اس کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب مبلغ سلسلہ نے دعوت الی اللہ کی اہمیت پر جُولا زبان میں تقریر کی۔ بعد میں مکرم عمر معاذ صاحب نے مجلس سوال وجواب میں احباب کے سوالوں کے تسلی بخش جوابات دئے۔ اس کے بعد مکرم ذاکر اللہ صاحب نمائندہ امیر صاحب بینن نے مختصر خطاب کیا جس کے بعد صدر مجلس مکرم احمد سعید جبریل صاحب نائب امیر اوّل غانا نے مختلف نصائح سے نوازا اور جماعت احمدیہ

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

برکینا فاسو کو ۱۴ویں جلسہ سالانہ کے کامیاب اور بابرکت انعقاد پر مبارکباد دی۔ نیز یوم مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے تفصیل بیان فرمائی۔ بعد میں دوران سال مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے مقابلہ نویسی میں اول، دوم اور سوم آنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔ مقالہ کا عنوان تھا ''احمدیت کا تعارف، یعنی حقیقی احمدیت کیا ہے؟''

اختتامی خطاب میں مکرم امیر صاحب برکینا فاسو نے دور دراز سے سفر کی صعوبتیں اٹھا کر آنے والے شاملین کا شکریہ ادا کیا اور مختلف نصائح سے نوازا۔ اختتامی دعا مکرم حافظ احمد سعید جبریل صاحب نے کرائی اور اس طرح چودھویں جلسہ سالانہ برکینا فاسو کا کامیاب اور بابرکت اختتام ہوا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِک۔

نمائش

نمائش ہال کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورہ جات کی تصاویر۔ برکینا فاسو میں مختلف جماعتی کتب و رسائل اور لٹریچر کو بھی رکھا گیا۔ لوگوں نے بہت بڑی تعداد میں اس نمائش کو دلچسپی سے دیکھا اور پسند کیا۔ اس ہال کے انچارج مکرم محمد اکرم محمود صاحب تھے۔

ریڈیو اسلامک احمدیہ (R.I.A)

اسی نمائشی ہال کے ساتھ ریڈیو اسلامک احمدیہ کا خوبصورت سٹینڈ تھا جس میں مختلف زبانوں کی آڈیو کیسٹس موجود تھیں اور ضرورت کے مطابق کیسٹس تیار کرنے کا انتظام بھی تھا۔ جلسہ کے دوران احباب نے ان کیسٹس میں بہت دلچسپی لی۔ اس سٹینڈ کے انچارج مکرم بشارت احمد نوید صاحب تھے۔

اس سٹال پر جلسہ کے دوران ۱۳۰ کیسٹس ریکارڈ کر کے فروخت کی گئیں اور بہت سے آرڈر بھی لوگوں کی طرف سے ملے۔

ویڈیو سیشن

جلسہ کا ایک اور دلچسپ پروگرام ویڈیو سیشن تھا۔ ۲۱/مارچ بروز جمعرات پروجیکٹر کے ذریعہ ایک بہت بڑی سکرین پر مختلف جماعتی تقریبات کی ویڈیو دکھائی گئی۔ ان میں جلسہ سالانہ لندن کی مختلف جھلکیاں، حضور انور رحمہ اللہ کی مختلف تقاریر و خطبات جمعہ، برکینا فاسو میں منعقد ہونے والے مختلف جلسہ ہائے سالانہ کی جھلکیاں وغیرہ۔ یہ پروگرام بھی بہت دلچسپ رہا۔

بازار

احاطہ کے اندر بازار لگایا گیا جس میں مختلف اشیائے خورونوش کے سٹال تھے۔ اس موقعہ پر نائیجیریا کی طرف سے بھی ایک سٹال لگایا گیا جس میں جماعتی کتب اور کیلنڈر وغیرہ تھے۔

ہومیوپیتھی

جلسہ کے دوران ایک سٹال ہومیوپیتھی کا تھا جس پر مختلف ادویات موجود تھیں۔

میڈیا کوریج

اس جلسہ کو ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات نے بڑے عمدہ رنگ میں کوریج دی۔ جلسہ سالانہ کی افتتاحی اور اختتامی تقریبات کو نیشنل ٹیلی ویژن نے خبرنامہ کے دوران چھ دفعہ بڑے اچھے انداز میں نشر کیا۔ اسی طرح ریڈیو برکینا فاسو نے بھی کم از کم چار دفعہ جلسہ سالانہ کے پروگراموں کی تفصیل نشر کی۔ اسی طرح چار اخبارات نے بڑے اچھے رنگ میں مضمون شائع کئے۔ نیشنل ٹی وی نے انٹرویوز نشر کئے۔ اسی طرح مختلف لوکل زبانوں کے خبرنامہ کے دوران بھی چھ دفعہ سے زائد جلسہ کی خبر نشر کی گئی۔

عشائیہ

۲۳/مارچ بروز اتوار رات آٹھ بجے مرکزی نمائندگان مکرم نائب امیر صاحب غانا، مکرم امیر صاحب نائیجیریا، نائیجر اور ٹوگو کے مبلغین کرام، اور نمائندہ مکرم امیر صاحب بینن اور مکرم عمر معاذ صاحب مبلغ سلسلہ مالی کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا جس میں نیشنل مجلس عاملہ، جملہ مبلغین کرام اور جلسہ سالانہ کی انتظامیہ نے شرکت کی جس میں ممبران کا شکریہ ادا کیا گیا اور نظم وضبط کے لحاظ سے مثالی جلسہ کے انعقاد پر مکرم احمد سعید جبریل صاحب نے برکینا فاسو جماعت کو مبارکباد دی۔ مکرم امیر صاحب برکینا فاسو نے اپنے اختتامی کلمات میں اللہ کی حمد بیان کرتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا کہ جماعت برکینا فاسو کا قدم آگے سے آگے بڑھ رہا ہے اور پچھلے چند سال سے جلسہ میں شاملین کی تعداد دگنی ہو رہی ہے۔ الحمد للہ

حاضری

شعبہ رجسٹریشن کے مطابق امسال خدا کے فضل سے ۲۶۰ جماعتوں کے آٹھ ہزار چھ صد پچھتر (۸۶۷۵) افراد نے اس جلسہ میں شرکت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

تأثرات

مختلف ممالک سے اور دور دراز سے آئے ہوئے مہمانوں نے جلسہ سالانہ برکینا فاسو کے انتظام اور نظم وضبط کی بہت تعریف کی۔ اور تبلیغی اور تربیتی لحاظ سے بہت مفید رہا۔ اس کے علاوہ جلسہ میں شریک سب افراد مجموعی طور پر ایک اچھا تأثر لے کر گئے۔ امید ہے یہ جلسہ تربیتی و تبلیغی لحاظ سے آئندہ آنے والی کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۹/مئی ۲۰۰۳ء بروز جمعرات مسجد فضل لندن کے احاطہ میں دوپہر قریباً بارہ بجے **محترمہ ثمینہ نورین صاحبہ اہلیہ مکرم ارشد خان صاحب آف آکسفورڈ** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ آپ ۲۶/مئی کو بعمر ۷۴ سال بقضائے الٰہی وفات پاگئی تھیں۔

مرحومہ مخلص، دعاگو خاتون تھیں اور لجنہ اماء اللہ آکسفورڈ کی سرگرم رکن تھیں۔ مختلف عہدوں پر جماعت میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی **محترمہ الحاجہ زاہدہ بانو بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عبدالرحیم صاحب رائچوری حیدرآباد انڈیا** کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔ مرحومہ بقضائے الٰہی ۵/مئی ۲۰۰۳ء کو بعمر ۸۸ سال وفات پاگئیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، سادہ طبیعت، نیک دل خاتون تھیں۔ آپ ۱/۳ حصہ کی موصیہ تھیں۔ مالی قربانی میں نمایاں تھیں۔ لجنہ میں مختلف حیثیتوں میں تادم واپسیں خدمت کی توفیق پائی۔ تدفین مقبرہ بہشتی قادیان میں ہوئی۔

مرحومہ نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور دو بیٹیاں اور ۲۰ پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم عبدالرشید صاحب حیدرآبادی (نارتھ لندن) کی والدہ تھیں۔

......☆......☆......☆......

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۴/جون ۲۰۰۳ء بروز بدھ مسجد فضل لندن کے احاطہ میں قبل از نماز ظہر **مکرمہ مجیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ حاجی حمید اللہ صاحب آف** سفینہ ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ بعمر ۶۵ سال بقضائے الٰہی وفات پاگئی تھیں۔ مرحومہ مخلص خاتون تھیں اور ہمیشہ جماعتی کاموں اور مالی قربانیوں میں حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے ۸ بیٹے اور ۴ بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ مکرم عبدالحمید غازی صاحب آف کرائیڈن کی ہمشیرہ تھیں۔

......☆......☆......

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۱/جون ۲۰۰۳ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ خدیجہ نعیم صاحبہ اہلیہ مکرم عارف نعیم صاحب مرحوم** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحومہ ۶/جون کو ۶۴ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔

مرحومہ برما میں پیدا ہوئیں اور قادیان دارالامان میں مکرمہ حلیمہ سیٹھی صاحبہ کے ہاں پرورش پائی۔ مکرم عارف نعیم صاحب ٹرکش احمدی کے ساتھ بیاہی گئیں اور اپنے میاں کے ساتھ انگلستان میں آکر مقیم ہوئیں۔

مرحومہ یو کے کی بہت پرانی ممبرات میں سے تھیں اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے اپنے پیچھے تین بیٹے مکرم کامل نعیم صاحب، عامل نعیم صاحب اور اکمل نعیم صاحب یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

اسداللہ خان غالبؔ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں

(میر انجم پرویز)

معروف اُردو شاعر اسداللہ خان غالبؔ اور اس کی شاعری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بعض ارشادات پیش خدمت ہیں:۔

آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

حضور انور رحمہ اللہ نے ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۶۳ میں فرمایا:

’’قیامت کے دن جب انسان کا کچا چٹھا بیان ہو رہا ہوگا کہ کیوں جہنم میں داخل کرنا واجب ہے۔اس وقت یادداشت کا سارا اندرونی نظام متحرک ہوگا۔ غالبؔ نے تو کہا تھا ؎

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

فرشتے اعمال نامہ لکھ رہے ہیں۔انسان نے تو گواہ تیار کر رکھے ہیں ۔فرشتے تو صرف اس نظام کے ذمہ دار ہیں، ورنہ تو انسانی اعضاء اس تفصیل سے ساری باتیں بیان کریں گے کہ انسان کہے گا کہ عجیب نظام ہے۔کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی نہیں چھوڑتا‘‘۔

حضور نے فرمایا:

’’اس آیت سے میرے دماغ میں ہومیو پیتھی نظام کا فلسفہ پہلی بار ابھرا۔ جو واقعہ ایک بار ہو گیا اس کو مٹا نہیں سکتے ۔نقوش مٹ سکتے ہیں لیکن ان کی یاد نہیں مٹ سکتی ۔یہی یاد کا نظام قیامت کے دن پیش ہوگا‘‘۔(روز نامہ الفضل ۱۵؍اپریل ۱۹۹۵ء)

......☆......☆......☆......

ڈھونڈے ہے اس مُغنّی ٔ آتش نفس کو جی

حضور فرماتے ہیں:

’’لیک ڈیف (Lac.Daf) کے مریض میں غم کا احساس بھی پایا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں موت کی خواہش بڑھ جاتی ہے اور مریض ایسا طریقہ ڈھونڈتا ہے جس میں سب سے زیادہ آسانی سے موت واقع ہو۔ایسا مریض متشدد نہیں ہوتا۔اس کی اداسی میں نرمی پائی جاتی ہے اور وہ موت میں بھی آسانی ڈھونڈتا ہے کہ مرتے ہوئے زیادہ تکلیف نہ ہو۔مشہور شاعر غالبؔ بھی لیک ڈیف کا مریض معلوم ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے ؎

ڈھونڈے ہے اس مُغنّی ٔ آتش نفس کو جی
جس کی صدا ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے

یعنی دل ایسے مُغنّی (گانے والے) کو ڈھونڈ رہا ہے جس کی آواز میں ایسا سوز ہو جس سے فنا کی بجلی چمکے اور انسان آناً فاناً بغیر تکلیف کے احساس کے مرجائے ۔ یہ تو مرنے کا بہت عمدہ طریقہ ہے لیکن افسوس! اسے کوئی ایسا مغنّی نہیں ملا‘‘۔

(ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل زیر دوا لیک ڈیف)

......☆......☆......☆......

رہئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو

’’ٹیوبر کولینم میں مریض جہاں بھی ہو وہاں سے کہیں اور جانا چاہتا ہے۔شعراء میں بعض دفعہ رومانوی طور پر ایک آرزو سی دل میں اُٹھتی ہے کہ دنیا سے دور کہیں چلے جائیں‘‘۔

حضور ہومیو پیتھک کلاس نمبر ۶۴ میں فرماتے ہیں:

دنیا سے دُوری کا احساس ہو۔غالب نے کہا تھا ؎

رہئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو
بے در و دیوار سا اک گھر بنانا چاہئے
کوئی ہمسایہ نہ ہو اور رازداں کوئی نہ ہو

حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

’’اگر غالب کو دس ہزار کی طاقت میں ٹیوبر کولینم دے دی جاتی تو وہ ایسے شعر نہ کہتا‘‘۔

(روزنامہ الفضل ۲۵؍اپریل ۱۹۹۵ء)

......☆......☆......☆......

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

حضور ہومیو پیتھک کلاس نمبر ۸۲ میں لیکسز کے مریضوں کے متعلق فرماتے ہیں:

’’وہ سمجھتے ہیں کہ بیوی نے بہن یا ماں نے جو دوا دی اس میں بھی زہر ملا دیا ہوگا اور شکی مزاج بہت ہو جاتا ہے۔ہائیوسیمس بھی اس معاملے میں بہت نمایاں ہے۔اگر کوئی مریض دوا نہ استعمال کرے ڈر کے مارے کہ اس میں کچھ ملا دیا ہوگا تو اس کو یہ دوا ملنی چاہئے‘‘۔

پھر حضرت صاحب مزاح کا رنگ بھرتے ہوئے ہائیوسیمس کے متعلق فرماتے ہیں:

’’میرا خیال ہے کہ غالب کو بھی ملنی چاہئے تھی۔کیوں؟ کیا وجہ؟ کسی کو یاد ہے؟ ؎

مجھ تک کب اس کی بزم میں آتا تھا دورِ جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

اگر اس کی شراب میں ہائیوسیمس ملا دیا جاتا تو ٹھیک ہو جاتا‘‘۔(روزنامہ الفضل ۴؍جنوری ۱۹۹۶ء)

......☆......☆......☆......

کس کی حاجت روا کرے کوئی

حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۴؍نومبر ۱۹۸۹ء کو ’’پانچ بنیادی اخلاق‘‘ کے موضوع پر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں ’’چوتھا بنیادی خلق‘‘ دوسروں کی تکلیف کا احساس اور اسے دور کرنا تھا۔اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’ہمارے ملکوں میں یعنی غریب ملکوں میں، تیسری دنیا کے ملکوں میں تو غریب اور امیر ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ ہر روز ان کی گلیوں، ان کے بازاروں میں غربت تکلیف اٹھاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور محسوس ہوتی ہے وہاں تو نہ صرف یہ کہ کام بہت آسان ہے کہ عملاً بچوں کو بچپن ہی سے لوگوں کی تکلیفیں دور کرنے کی عادت ڈالی جائے، بلکہ مشکل بھی ہے کہ تکلیفیں اتنی ہیں کہ انسان کی حدِّ استطاعت سے بہت بڑھی ہوئی دکھائی دیتی ہیں ۔ایسے ہی ملکوں کے متعلق غالباً ایسے ہی ماحول میں غالبؔ نے یہ کہا تھا کہ ؎

کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند
کس کی حاجت روا کرے کوئی

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ حاجتیں پوری کرنا ہمارے بس سے بڑھ گیا ہے اس لئے ہم حاجت پوری کرنا چھوڑ دیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کس کس کی کرے۔دل یہ چاہتا ہے کہ ہر ایک کی کرے‘‘۔

(پانچ بنیادی اخلاق صفحہ ۱۶۔۱۷)

......☆......☆......☆......

نظارے نے بھی کام کیا واں نقاب کا

بعض لوگ بزرگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہیں جو بے ادبی ہے۔حضور انور اس بارہ میں جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس دیکھنے کے متعلق یہ بات پیش نظر رکھیں کہ غالب کا ایک شعر جو مجھے بہت پسند ہے اور وہ اس مضمون کو بہت عمدگی سے بیان کر رہا ہے ۔وہ یہ ہے ؎

نظارے نے بھی کام کیا واں نقاب کا
مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی

پس صحابہ کی نگاہیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ پر مستی سے بکھر جایا کرتی تھیں اور اس سے آنحضورؐ نے کبھی منع نہیں فرمایا اور یہی حال حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کا تھا۔ چنانچہ مرزا ایوب بیگ صاحب یا دوسرے جن صحابہ کے ذکر میں آپ یہ بات پائیں گے وہ دیکھتے تو تھے مگر ایسے کہ دیکھتے بھی نہ ہوں یعنی نگاہیں ہر طرف پھیل جاتی تھیں، بکھر جاتی تھیں اور کبھی ان صحابہ نے جرأت نہیں کی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر دیکھیں ۔ ہاں یہ انداز تھا کہ دیکھ رہے ہیں، نظر ملتے ہی دوسری طرف رخ کر لیا یا آنکھ پھیر لی تا کہ گستاخی نہ بنے‘‘۔

(خطبہ جمعہ ۲۱؍اگست ۱۹۹۸ء۔روزنامہ الفضل ۲۶؍اکتوبر ۱۹۹۸ء)

......☆......☆......☆......

تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے

محاورہ ’’آب آب کرنا‘‘ کی تشریح میں حضور نے فرمایا:

’’غالبؔ کہتا ہے ؎

تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے

فرمایا: اس میں غالبؔ کی خاص خوبی کیا ہے؟ آنکھ کے پانی کو بھی آب کہتے ہیں اور تلوار کی تیزی کو بھی آب کہتے ہیں۔غم سے تمہاری آنکھ میں جو آب آ گئی ہے وہ میرے دل کو چیر رہی ہے۔کہتا ہے

تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے
کوئی دکھائے تو سہی ایسے آب۔

صاحبزادی امتہ الباسط صاحبہ نے حضور ایدہ اللہ کے استفسار پر ایک محاورہ ’’آبدیدہ ہونا‘‘ بتایا۔اسی حوالے سے حضور نے یہ شعر پڑھا اور مختصر تشریح فرمائی۔ ؎

دل میں اک ہوک اٹھی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانیے کیا یاد آیا

پتہ نہیں کون سی چیز پرانے زمانے کی یاد آ گئی۔ اس کو تو پتہ تھا مگر یہ ایک بیان کرنے کا طریقہ ہے۔کیا جانئے کا مطلب ہے کتنی غم والی بات ہوگی۔

بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانئے کیا یاد آیا

(روزنامہ الفضل ۲۷؍اکتوبر ۱۹۹۸ء اردو کلاس)

مذکورہ بالا اردو کلاس میں حضور ایدہ اللہ نے غالبؔ کا جو مصرع ارشاد فرمایا ہے اس کا پورا شعر یوں ہے ؎

کرے ہے قتل لگاوٹ میں ترا رو دینا
تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے

......☆......☆......☆......

اک آبلہ پا وادیٔ پُر خار میں آوے

آبلہ پا: حضور نے فرمایا بہت اچھا محاورہ ہے۔ جو پاؤں کے نیچے چھالا بن جائے اس کو آبلہ کہتے ہیں۔ ؎

کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے یا رب!
اک آبلہ پا وادیٔ پرخار میں آوے

فرمایا: یہ غالب کا شعر ہے اور غالب کا کمال بھی دیکھیں کیسا اچھا شعر ہے۔کانٹے نوک والے ہوتے ہیں ۔کوئی چیز سوکھ جائے تو نوک دار بن جاتی ہے۔ کہتا ہے کانٹے خشکی کی وجہ سے سوکھے ہوئے ہیں۔ان کو پیاس بہت لگی ہوئی ہے۔پانی مانگ رہے ہیں۔ ؎

کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے یا رب!
اک آبلہ پا وادیٔ پرخار میں آوے

اس کانٹوں والی وادی میں کسی آبلہ پا کو بھیج دے۔ان سے کانٹوں کی پیاس بجھے گی۔

اصل مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ خدا کے بندے جو لوگوں کی خدمت کرتے ہیں وہ اس طرح ان کی پیاس بجھاتے ہیں، آپ تکلیف اٹھا کر ۔ان کے قدموں سے لوگوں کی پیاس بجھتی ہے۔مگر قدم چھالوں والے قدم ہوتے ہیں۔ بنی نوع انسان کی خاطر وہ خود تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں تب جا کر کانٹوں کی پیاس بجھتی ہے‘‘۔

(روزنامہ الفضل ۲۸؍اکتوبر ۱۹۹۸ء اردو کلاس)

......☆......☆......☆......

FLAT FOR SALE

3 Double Bed Room / Large Sitting Room. / New Designer Kitchen and Bath.

Oakwood Tile Floor. Near Earlsfield Station / SW18. 121 Years Lease.

Excellent opportunity for First time Buyers or Investment.

Price = £ 159,990-00

Contact : 077511 88807 + 07904 333406

بنا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اِتراتا

حضور نے اردو کلاس کو مخاطب کر کے فرمایا:

''اترانے کا کسی کو کوئی شعر یاد ہے؟۔ صاحبزادی فائزہ بیگم صاحبہ نے غالب کا درج ذیل شعر سنایا۔ حضور نے بہت پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔'' شاباش، زندہ باد''۔ وہ شعر یہ تھا ؎

بنا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اِتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

حضور نے اس شعر کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''بادشاہ کا استاد ذوقؔ تھا۔ اس کے متعلق کوئی نظم غالب نے لکھی۔ اس میں اُس کے کالے رنگ کی وجہ سے کچھ طنز تھی ۔ وہ بہت ناراض ہوا۔ اُس نے جواباً بادشاہ سے غالبؔ کی شکایت کی ۔ بادشاہ نے غالب سے شکوہ کیا۔ اس کے جواب میں غالبؔ نے یہ نظم لکھی۔ دلی میں بہت مشہور ہوئی۔ لوگ یہ نظم پڑھنے لگ گئے ۔فقیر چمٹوں پہ گاتے پھرتے تھے ۔ بہت پیاری نظم ہے''۔(روزنامہ الفضل ۲۰/نومبر ۱۹۹۸ء)

......☆......☆......☆......

تجھ کو ہے گر یقینِ اجابت دُعا نہ مانگ

حضور نے اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: ؎

تجھ کو ہے گر یقینِ اجابت دُعا نہ مانگ
یعنی بغیر یک دِل بے مدعا نہ مانگ

غالب کہتا ہے ۔اجابت کے وقت یہ دعا مانگنا کہ ایسا دل دے جس کی کوئی دعا نہ ہو، کوئی خواہش نہ ہو۔

حضرت خلیفۃ اوّلؓ جب کشمیر میں ہوتے تھے ایک دفعہ آپ نے ایک فقیر کو دیکھا جو ایک لنگوٹی باندھے بیٹھا رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے دیکھا (یہ خلافت سے پہلے کا واقعہ ہے) کہ وہ خوشی سے چھلانگیں لگا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم اپنی خوشی کا اظہار کر رہے ہو، تمہیں کیا مل گیا ہے۔ وہی لنگوٹی ہے، وہی تمہارا ننگا جسم، کچھ کھانے کو نہیں، اس طرح ہو تم، مزہ کیا آیا؟۔ اس نے کہا حکیم صاحب! جس کی ساری مرادیں پوری ہو جائیں اسے مزہ کیوں نہ آئے ۔انہوں نے اور بھی حیرت سے پوچھا۔ بابا! تمہاری کونسی مراد پوری ہوئی؟ اس نے جواب دیا یہی کہ میری کوئی مراد نہیں ۔آج میری کوئی مراد نہیں رہی ۔ اب میں خوش ہوں ، مجھے سب کچھ مل گیا۔

کہتا ہے جب تک دل میں آرزوئیں ہوں ۔ اے اللہ! یہ بھی ملے، وہ بھی ملے ۔تو آرزوئیں تو جہنم بن جاتی ہیں ۔ یہ عقل کے خلاف نہیں ۔ بہت گہری بات ہے۔

خلاف فطرت ان معنوں میں ہے کہ کسی کو نصیب نہیں ہوتی ۔مگر بات بہت گہری ہے۔

(روزنامہ الفضل ۲۲/ستمبر ۱۹۹۸ء)

......☆......☆......☆......

غالب کی ذہانت کا ایک واقعہ

۲۸/جولائی ۱۹۹۸ء کی اردو کلاس میں دوران گفتگو غالبؔ کا ذکر ہوا تو فرمایا:

''اُردو کا شاعر غالبؔ ہوا کرتا تھا اور دلّی کا رہنے والا تھا۔ اُس کی ذہانت کا ایک واقعہ بتاتا ہوں ۔ دلّی کے لوگ پالکی کو مذکر بولتے تھے۔ 'پالکی آیا'۔ لکھنؤ والے مؤنث بولتے تھے 'پالکی آئی'۔ غالبؔ ایک دفعہ لکھنؤ گیا وہاں اس کے رقیب تھے جو اپنے آپ کو بڑا شاعر سمجھتے تھے، غالبؔ سے حسد کرتے تھے ۔انہوں نے غالبؔ کو شرمندہ کرنے کے لئے ایک چال چلی ۔ چونکہ انہیں علم تھا کہ دلّی والے پالکی کو مذکر بولتے ہیں اور لکھنؤ والے مؤنث ۔ اس سے پوچھتے ہیں کہ پالکی مذکر ہے یا مؤنث؟ اگر تو مذکر میں جواب دے گا لکھنؤ والے ہنسیں گے اور اگر مؤنث کہے گا تو دلّی والے ناراض ہوں گے۔ چنانچہ بھری مجلس میں غالبؔ سے پوچھا گیا بتاؤ پالکی مذکر ہے یا مؤنث؟ اس نے جواب دیا اگر اندر لڑکی بیٹھی ہو تو مؤنث اور اگر مرد بیٹھا ہو تو مذکر ۔غالبؔ کی حاضر جوابی اور ذہانت کا گلی گلی چرچا ہونے لگا۔ واہ واہ! غالبؔ کی کیا بات ہے''۔

(الفضل ۲۸/جولائی ۱۹۹۸ء)

......☆......☆......☆......

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی

حضور انور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''حضرت مصلح موعودؓ کو یہ شعر بہت پسند تھا:

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہی مضمون ہے جو بیان کرتے تھے ۔ غالبؔ کے سارے شعروں میں سے سب سے زیادہ عزیز آپ کو یہ شعر تھا کہ:

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بہرحال حضرت مصلح موعودؓ عرض کیا کرتے تھے خدا کے حضور، کہ ہم نے جو پیش کیا ہے یہ گھر سے تو نہیں لائے ۔سب کچھ تیری عطا تھی ۔ جان دے سکتے ہیں مگر لائے کہاں سے تھے وہ تو تُو نے عطا کی تھی۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کسی صورت ہم تیری عبادت کا حق ، تیری غلامی کا حق ، تیری بندگی کا حق ادا نہیں کر سکتے''۔

(الفضل ۳۱/اگست ۱۹۹۸ء)

......☆......☆......☆......

نہ خدا ہی ملا، نہ وصال صنم

حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۱۵ء میں احمدیہ ہوسٹل لاہور میں قیام فرمایا جس کا مقصد یہ تھا کہ احمدی نوجوان ایک ایسے ماحول میں پرورش پائیں جس میں احمدیت کا رنگ غالب ہو۔ اس کے قیام کے بعد آپ جب قادیان سے لاہور جاتے تو اکثر احمدیہ ہوسٹل ہی میں قیام کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ۲۰/ستمبر ۱۹۸۳ء کی مجلس عرفان میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا :

''جب آپ (حضرت مصلح موعودؓ) نے احمدیہ ہوسٹل جانا چھوڑ دیا تو چونکہ (آپ کا) نیک اثر پڑنا بند ہو گیا اس لئے (لڑکوں کا) رجحان آوارگی کی طرف ہو گیا۔ جس طرح باقی کالج کے لڑکے تھے اسی طرح یہ بھی آوارہ ہونے شروع ہو گئے ۔ نہ نیک رہے نہ پڑھائی رہی۔ وہی بات ہو گئی:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

تو اللہ کو ناراض کر کے جو پڑھائی آپ ڈھونڈنے جائیں گے وہ آپ کا وصال صنم ہے ۔ نہ وصال صنم ہو گا نہ اللہ رہے گا۔ نہ ادھر کے رہیں گے نہ ادھر کے رہیں گے اس لئے رسول کریمؐ کے ارشاد کو اہمیت دیں ۔اگر ہر جمعہ نہیں پڑھ سکتے تو ہر دوسرا جمعہ ضرور پڑھیں، تین ناغے اکٹھے نہ کریں''۔

......☆......☆......☆......

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل

لفظ ''رگ'' کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

وہ خون جو رگوں میں دوڑتا پھرتا ہے ہم تو اس کے قائل نہیں ہیں ۔ وہ تو چھپا ہوا ہے۔ آنکھ سے ٹپکے تب مانیں گے کہ یہاں خون ہے۔ بہت اچھا شعر ہے۔(الفضل ۲۴/ اپریل ۲۰۰۰ء)

......☆......☆......☆......

رو میں ہے رخشِ عمر تھمے دیکھئے کہاں

لفظ ''رو'' کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

رو میں ہے رخش عمر تھمے دیکھئے کہاں
نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

غالبؔ کہتا ہے میری زندگی جو ہے اس کی رفتار میرے قبضے میں نہیں رہی ۔ زندگی تیزی سے بدلتی جا رہی ہے۔ مَیں ایک ایسا سوار ہوں جس کے ہاتھ میں نہ گھوڑے کی باگ ہے نہ پاؤں رکاب میں ہیں۔ کسی وقت گھوڑا اس کو پھینک دے گا اور وہ مر جائے گا۔ رخ معین نہیں کرتا۔ 'اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے' والا مضمون ہے۔

رو میں ہے رخش عمر تھمے دیکھئے کہاں

جہاں کھڑا ہوا وہاں ہی زندگی ختم ہو گئی۔ رخ کا ہمیں کوئی پتہ نہیں۔ خود نہیں ڈھال سکتے۔ جدھر رخ ہوا ہے چل پڑی۔ پاؤں بھی رکاب کے اندر نہیں ہیں۔ باگیں چھٹ گئی ہیں ۔ اکثر پھر ایسے سوار گرتے ہی ہیں۔ مَیں بھی چھوٹے ہوتے سواری کیا کرتا تھا، لیکن اللہ کے فضل سے مجھے کافی مہارت تھی۔ کئی دفعہ رکاب پاؤں سے نکل گئی اور لگام بھی ہاتھ سے گئی مگر قائم رہا۔ لیکن اکثر جب نکل جائے تو سنبھلنا بڑا مشکل ہوتا ہے''۔(الفضل ۲۴/اپریل ۲۰۰۰ء)

......☆......☆......☆......

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

چوہدری انور حسین صاحب کی وفات پر ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''آخری فقرہ مَیں یہی کہہ سکتا ہوں کہ:

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا''۔

(الفضل ۷/جولائی ۱۹۹۹ء)

......☆......☆......☆......

دراز دستیٔ قاتل کے امتحاں کے لئے

محاورہ ''ہاتھ لمبے ہونا'' کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: اس کے متعلق ایک شعر بھی ہے:

فلک نہ دور رکھ اس سے کہ صرف مَیں ہی نہیں
دراز دستیٔ قاتل کے امتحاں کے لئے

رسول اللہ ﷺ نے فلک اور زمانہ کو گالی دینے سے منع فرمایا ہے۔ شعراء عموماً خدا کے معنی میں فلک یا زمانے کو استعمال کرتے ہیں۔ عربوں میں بھی رواج تھا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ بات خدا تک پہنچتی ہے، مگر پھر بھی ہمارے ہاں شعروں میں ایسے محاورے ملتے ہیں۔

فلک نہ دور رکھ اس سے کہ صرف مَیں ہی نہیں
دراز دستی قاتل کے امتحاں کے لئے

شاعری میں دوست کو قاتل کہا جاتا ہے ۔ لمبے ہاتھوں میں دو پہلو بیان کئے گئے ہیں ۔نمبر ۱ ۔ میرے دوست کے لمبے ہاتھوں کے مارنے کے لئے مَیں ہی رہ گیا ہوں ۔نمبر ۲ ۔ لمبے ہاتھوں میں دوری کا پہلو بھی ہے کہ وہ دور بیٹھا ہوا مار رہا ہے۔

حضور انور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''یہ وجہ ہے کہ مجھے غالبؔ بہت پسند ہے اس کے تھوڑے لفظوں میں زیادہ معانی آ جاتے ہیں''۔

(الفضل ۱۳/مارچ ۲۰۰۰ء)

......☆......☆......☆......

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا

''بار خدایا'' کے معنی کرتے ہوئے فرمایا:

غالب کا شعر ہے ؎

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

مراد یہ ہے کہ اے میرے اللہ! یہ زبان پہ کس کا نام آیا ہے کہ جو آواز نکل رہی تھی اس نے نکلتے نکلتے زباں کے بوسے لئے کہ تم کتنا پیارا نام لے رہی ہو۔ بہت اچھا شعر ہے غالبؔ کا''۔

(الفضل ۲۸/جولائی ۱۹۹۹ء)

......☆......☆......☆......

تُو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

''غالب کا ایک شعر ہے جو بڑے ہی غصے والا ہے۔ توبہ توبہ اتنا اس میں غصہ ہے ۔ چونکہ مضمون ایسا ہے اس لئے غصہ ہونا چاہئے۔ وہ کہتا ہے:

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ او لئیم!
تُو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

یعنی اگر مجھ میں طاقت ہو تو مَیں مٹی سے

F0ZMAN FOODS
A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-553-3611

پوچھوں او بدکار چیز! جواتنے قیمتی خزانے دفن تھے تُو نے ان کا کیا کر دیا۔ سارے مٹی ہو گئے۔ مضمون میں تیزی اور غصہ ہے مگر ہونا بھی یہی چاہئے۔ تُو نے بڑے بڑے لوگوں کو مٹی کر دیا۔

غالبؔ کے شعروں کا کمال یہ ہے کہ اس میں جہاں غصے کا اظہار ہونا چاہئے وہاں حیرت انگیز کرتا ہے۔

تُو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

اسی مضمون کا غالب کا ایک شعر ہے۔ ایک طرف تو کہتا ہے کہ ضائع ہو گئے۔ دوسری طرف امید بھی ہے کہ یہ لوگ ضائع نہیں ہوئے۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

مٹی میں کتنے کتنے اچھے اور پیارے لوگ دفن ہو گئے۔ سب تو نہیں مگر کچھ نہ کچھ تو پھولوں کی صورت میں باہر نکل آئے۔ ان کی خوشبو بھی پھیل رہی ہے۔ ان کا رنگ بھی پھیل رہا ہے۔

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

یہ شاعر کی خوبی ہے کہ وہ اپنے تصور کو جہاں چاہے دوڑائے۔ ایک ہی مضمون کو الٹ پلٹ کر بیان کرتا ہے اور اس پہلو سے غالب مجھے پسند ہے کیونکہ وہ واقعی بہت گہرا شاعر ہے''۔

(الفضل ۱۴/اکتوبر ۱۹۹۹ء)

......☆......☆......☆......

مومن اور غالب

۱۶/جولائی ۱۹۹۹ء کی اُردو کلاس میں فرمایا:

''آپ سے وعدہ کیا تھا کہ حکیم مومن خان کا کلام سنائیں گے۔ اس کلام کے سنانے کی وجہ یہ بنی کہ ان کا ایک شعر تھا جو بہت ہی معرفت والا اور روحانی شعر ہے۔ لیکن لوگوں نے دنیا کے دوست پر اس کا اطلاق کیا ہوا ہے۔ وہ شعر سن کر غالب نے کہا تھا کہ کاش مومن خان میرا سارا دیوان لے لے اور صرف یہ شعر مجھے دے دے۔ وہ شعر ہر آدمی کے مزاج کے مطابق لگتا ہے۔ بعض لوگوں کے پاس تنہائی ہو تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور بعض لوگ جو دنیا میں ملوث ہوں وہ اپنے محبوب کو یاد کرتے ہیں، مگر تنہائی میں اصل یاد جو ستاتی ہے ان کے جس شعر کی وجہ سے مَیں نے ان کو چنا وہ یہ تھا کہ

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

جب کوئی نہ ہو اس وقت میری حالت دیکھا کرو۔ تم ہوتے تو نہیں مگر یاد ہوتی ہے۔ گویا تم میرے دل میں سما جاتے ہو''۔

(الفضل ۸/ستمبر ۱۹۹۹ء)

......☆......☆......☆......

کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے

سر پر آرے چلنا۔ اس محاورے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''بعض انبیاء کے متعلق آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی اس کو بیان فرمایا ہے۔ 'سر پر آرے چلنا'۔ کچھ ظالم تھے کہ بعض نبیوں پر انہوں نے ایسے ظلم کئے، ایسی دشمنی کی کہ ان کے سروں پر آرے چلا دئے۔ یہ مشہور ہے اور جہاں تک نبیوں کی تاریخ ہے ہمیں علم نہیں ہے مگر ایک حدیث میں یہ محاورہ استعمال ہوا ہے کہ تم لوگ اتنی سی تکلیفوں پر بول اٹھے۔ اس سے پہلے نبی گزرے ہیں جن کے سروں پر آرے چلا دئے گئے......''۔

ظلم کی حد ہو تو 'سر پر آرے چلانا' عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جب لوگ کسی کے خلاف باتیں کریں، ناجائز الزام لگائیں تو کہتے ہیں میرے سر پر آرے چل رہے ہیں۔ اتنی تکلیف ہے جیسے سر پر آرا پھیر دو، تو آرے چلنے کا مطلب ہے حد سے زیادہ تکلیف یا حد سے زیادہ ظلم کرنا۔ کسی کو شعر یاد ہے آرے چلنے کا؟

کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو

غالبؔ کہتا ہے کہ کون سا دن تھا کہ دشمن ہم پر الزام نہیں لگاتا رہا۔ ہمارا دشمن جھوٹے الزام لگاتا رہتا ہے۔ خاص طور پر نبیوں پہ بہت جھوٹے الزام لگتے ہیں۔ اللہ کی نیک جماعتوں پر بہت جھوٹے الزام لگتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں۔

کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے

کون سا دن تھا جب ہمارے سر پر آرے نہیں چلے۔ تہمتیں تراشنا اور آرے چلنا یہ شعر کی خوبی ہے۔ آرا چلتا ہے تو کسی چیز کو تراش دیتا ہے۔ تراشنا، کاٹ کر الگ کر دینا، دو ٹکڑے کر دینا اور تہمتیں تراشنا بھی ایسا محاورہ استعمال کیا ہے غالبؔ نے، جو آرے چلنا سے ملتا جلتا ہے۔

کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو

دشمن نے کون سا دن چھوڑا ہے۔ ہر روز کوئی نئی تہمت، ہر روز کوئی نیا الزام۔

کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے

پوچھتے ہیں کس دن نہیں چلے۔ مطلب ہے چلتے تھے۔ ہر روز چلا کرتے تھے۔ یہ محاورہ، طرز بیان ہے''۔ (اردو کلاس ۳۰/جولائی ۱۹۹۸ء۔ الفضل ۱۸/اگست ۱۹۹۸ء)

......☆......☆......☆......

شہدائے احمدیت کے ذکر میں حضور انور رحمہ اللہ نے اپنی حرم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے بارہ میں فرمایا:

''مجھے تو جب بھی وہ یاد آتی ہیں نہ جانے کیوں ذہن پر یہ شعر قبضہ کر لیتا ہے۔

مارا دیار غیر میں مجھ کو وطن سے دُور
رکھ لی مرے خدا نے مری بے کسی کی شرم

وہ شرم رکھنے والا جانتا ہے، جہاں تک مجھے یقین ہے وہ اللہ کے نزدیک شہید ہونے والوں میں شامل تھیں۔ میرے شہید کہنے یا نہ کہنے سے بھی ان کا مقام میرے اللہ کے حضور وہی رہے گا جو مقدر ہو چکا ہے۔ اللہ انہیں غریق رحمت فرمائے''۔

(الفضل ۱۹/اکتوبر ۱۹۹۹ء)

......☆......☆......☆......

دے اور دل اُن کو جو نہ دے مجھ کو زباں اَور

''کل درس میں مَیں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ خدا کے واسطے میرے ہومیو پیتھ نہ بنیں یا میرے طبیب نہ بنیں۔ ہمیشہ اس کا الٹا اثر پڑتا ہے بعض طبیعتوں پر۔ آج جب میں گیا ہوں تو وہاں فیکس پڑی ہوئی تھی کہ آپ یہ علاج کریں، وہ علاج کریں۔ اور میرے درس سننے کے بعد ہے یہ۔ اس سے مجھے وہ غالب کا شعر یاد آ گیا کہ

یا رب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور''

(درس القرآن ۔۵/رمضان ۔۴/جنوری ۱۹۹۸ء)

اس کے علاوہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر و تحریر میں کئی مقامات پر غالبؔ اور اس کے اشعار کا تذکرہ فرمایا ہے جن میں سے بعض اشعار ہدیہ قارئین ہیں:۔

ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی
وہ ہم سے بھی زیادہ خستہ تیغِ ستم نکلے

(مذہب کے نام پر خون صفحہ ۳)

تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

(ایضاً صفحہ ۲۸)

ہر چند سبک دست ہوئے بت شکنی سے
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگِ گراں اور

(ایضاً صفحہ ۱۲۷)

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو مَیں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو مَیں!

(ایضاً صفحہ ۱۳۳)

کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

(ایضاً صفحہ ۱۳۶)

رندانِ درِ میکدہ گستاخ ہیں زاہد
زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں کے

(ایضاً صفحہ ۱۵۶)

کون ہوتا ہے حریفِ مئے مرد افگنِ عشق
ہے مکرّر لب ساقی پہ صلا میرے بعد

(ایضاً صفحہ ۱۸۲)

ہے دل شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب

(ایضاً صفحہ ۱۳۵)

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسدؔ
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

(خلیج کا بحران صفحہ ۱۰۱)

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

(ایضاً صفحہ ۳۰۴)

جو بات خود نہیں مانتے دوسروں کو کیوں منواتے ہو

خدا تعالیٰ کے انبیاء اور مامورین کی یہ شان بلند ہوتی ہے کہ وہ جس بات پر ایمان لاتے ہیں اس پر علی وجہ البصیرت قائم ہوتے ہیں۔ اور یہی وصف ان کے سچے متبعین میں ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے یہ اعلان قرآن کریم میں کیا گیا ہے ﴿عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ﴾ (یوسف:۱۰۹) یعنی مَیں اور میرے پیروکار بصیرت پر قائم ہیں۔

محض رسم و عادت کے طور پر احکامات الٰہیہ پر ایمان کافی نہیں۔ سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ آیات الٰہی پر بہروں اور اندھوں کی طرح نہیں گرتے بلکہ ان کی حکمتوں کو سمجھ کر ان پر قائم ہوتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے متبعین میں اسی خوبی کو دیکھنا چاہتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل حضرت الحاج حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''ایک وقت مَیں نے حضرت مرزا صاحب سے دریافت کیا تھا کہ مقابلہ کے وقت قرآن کے بعض مشکلات ہوتے ہیں ان کا کیا کیا جائے؟ کہنے لگے تم نے کیا سوچا۔ مَیں نے کہا یا تو ان کا ذکر ہی چھوڑ دیا جائے یا الزامی جواب دے کر ٹال دیا جائے۔ ہنس کر کہنے لگے کہ جو بات خود نہیں مانتے دوسروں کو کیوں منواتے ہو۔ پھر فرمایا ہم تم کو ایک گر بتائیں جو سوالات تم کو نہیں آتے ان کو خوشخط لکھ کر جہاں تمہارا زیادہ گزر ہو وہاں لٹکا دو تا کہ بار بار ان پر نظر پڑے خدا تعالیٰ خود ہی سمجھا دے گا۔ مَیں نے اس کا مطلب صوفیانہ رنگ میں لے لیا کہ دل میں لٹکاتے ہیں یعنی ان سوالات کا ہر وقت تصور رکھیں گے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے سب سوالات سمجھا دئے جو میری تصانیف میں موجود ہیں''۔

(اخبار بدر ۱۳/مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۲)

پس ہمیں ہمیشہ اپنے ایمان کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ کیا ہم اپنے اعتقادات پر علی وجہ البصیرت قائم ہیں؟ اسلامی تعلیمات کی افضلیت و برتری کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کر سکتے ہیں۔ جب آپ اپنے دین کی خوبیوں اور کمالات سے پوری طرح واقف ہوں گے تو پھر آپ کے دل میں ان سے دوسروں کو آگاہ کرنے کی تڑپ پیدا ہوگی۔ آپ کو ایک جرأت مومنانہ عطا ہوگی اور آپ پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ دعوت الی اللہ کر سکیں گے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید، احادیث نبویہ، کتب سلسلہ اور ایم ٹی اے کے پروگراموں سے استفادہ کیجئے۔

M. S. DOUBLE GLAZING
Supplier & Installers
UPVC
Windows, Doors, Porches, Patio Doors
For Friendly Quote Please Contact **Tel: 020 8664 8040**
Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(عبدالسمیع نون۔ سرگودھا)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ: ’’مَیں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے مگر قیاس غالب ہے کہ یہ کشف آپ پر ہی صادق آتا ہے کیونکہ فرشتوں کی بڑی صفت یہی بیان ہوئی کہ انہیں جو حکم ملتا ہے اسی پر وہ عمل کرتے ہیں۔ حضرت مولانا شیر علیؓ میں یہ صفت بہت شان سے پائی جاتی تھی کہ جو حکم آیا اس پر عمل کرنے کے لئے کمربستہ ہو گئے۔

حضرت مولانا ممدوحؓ کو دنیا سے گزرے ۵۶ سال کا طویل عرصہ گزر گیا ہے مگر اُن کی عظمت دھندلائی نہیں ہے۔ وہ عبادت گزاری، عجز و انکسار، وسعت علم، تقویٰ اللہ کے بلند بام پر فائز ہونے کے ایسے نقوش چھوڑ گئے ہیں جو کبھی مٹ نہیں سکتے۔

ان کے عقیدتمند اور ارادتمند اپنی محبتوں اور عقیدتوں اور آپ کی خداترسی اور غرباء پروری کے حالات دلپذیر الفاظ کی مالا میں پروتے رہیں گے مگر ان کے بلند و بالا مقام، قرب الٰہی اور شان تقویٰ کو اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہی جانتا ہے۔ یہ ساری کاوشیں تو اپنی عقیدتوں کا اظہار ہے اور وہ بھی اپنے خام علم کے مطابق۔

مَیں نے چند سال قبل آں ممدوح کے کچھ آنکھوں دیکھے حالات سپرد قرطاس کئے تھے۔ حال ہی میں طبع شدہ کتاب ’’نجم الہدیٰ‘‘ کے مطالعہ سے وہ یادیں جو کبھی زندگی بھر بھول نہیں سکتیں پھر تازہ ہو گئیں، پھر ادرحمہ اور حلالپور دونوں گاؤں کی ہمسائیگی کے باعث مَیں نے کچھ مزید لکھنا اپنا فرض سمجھا۔

پرانی محفلیں یاد آ رہی ہیں
چراغوں کا دھواں دیکھا نہ جائے

حضرت مولانا شیر علی صاحب کا ایک خاص وصف فیض رسانی تھا۔ ۱۹۴۶ء میں ہمیں کالج میں تعطیلات ہونے والی تھیں کہ موضع سورانوالی تحصیل بھلوال (جہاں پر کہ حضرت مولانا صاحب کے بڑے بھائی حضرت حافظ عبدالعلی صاحب کی شادی ہوئی تھی) کا ایک شخص مسمی چوہدری محمد مراد رانجھ حضرت مولانا شیر علی صاحب کے ہاں پہنچا اور ایک مقدمہ میں جو اس کے خلاف سرگودھا کی عدالت میں دائر تھا آپؓ سے مدد کی استدعا کی۔ گو آپ کا ایسے کاموں سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا مگر بڑی ہمدردی سے اس کی بات سن کر مجھے ہوسٹل سے طلب فرمایا اور خط جناب چودھری عزیز احمد صاحب باجوہ جو ان دنوں سرگودھا میں سول جج تعینات تھے کے نام لکھ کر مجھے دیا کہ چودھری مراد ان کے ہاں نہ جائے، تم جانا اور اگر وہ اس کی جائز امداد کر سکیں تو کر دیں۔ چنانچہ مَیں تعطیلات پر گھر پہنچا تو چودھری مراد نے خواہش کی مجھے ساتھ لے کر سرگودھا جناب باجوہ صاحب کو خط پہنچایا جائے۔ چنانچہ مَیں ان کے ہمراہ گیا مگر یہ احتیاط کر لی کہ اسے باجوہ صاحب کی کوٹھی میں نہ لے گیا۔ مغرب کا وقت تھا حضرت باجوہ صاحب اپنے دو بڑے بیٹوں کے ہمراہ سیر کے لئے گئے ہوئے تھے۔ مجھ سے انہوں نے کچھ نہ پوچھا اور فرمایا آؤ کھانا کھالیں۔ کھانے کی میز پر بیٹھتے ہی حضرت مولوی صاحب کا خط دیا۔ آپ پڑھ کر مسکرائے۔ وہ مقدمہ انہی کی عدالت میں تھا اور اس کا فیصلہ چودھری مراد کے خلاف ہوا کہ وہ حق پر نہیں تھا۔ رات مجھے اپنے پاس رکھا اور حضرت مولوی صاحب کو سلام پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ صبح میں روانہ ہو کر گھر پہنچا۔ چودھری مراد کی مراد بر نہ آئی مگر مجھے حضرت چودھری صاحب سے تعارف حاصل ہوا جو عمر بھر قائم رہا۔ اور وہ تعلق میرا سرمایۂ حیات بن گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام ہے ’’سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَب‘‘۔ الٰہی فرمانوں کے کئی بطون ہوتے ہیں۔ یہ پیش خبری آریہ لیڈر پنڈت لیکھرام کی ہلاکت کے بارہ میں عطا ہوئی تھی جو حضرت رسول عربی ﷺ کے خلاف بہت بدزبانی اور دشنام طرازی سے کام لیتا تھا۔ حضرت صاحب نے اسے بہت سمجھایا کہ بدزبانی سے باز آ جاؤ کوئی مذہب بھی گالیوں کی تعلیم نہیں دیتا مگر وہ بدزبانی میں بڑھتا ہی گیا۔ چنانچہ حضور کی پیشگوئی ساری تفصیلات کے ساتھ پوری ہوئی اور لیکھرام مورخہ ۶؍مارچ ۱۸۹۷ء کو ہلاک ہوا۔ عین اسی روز حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ بیعت کر کے حضور کی غلامی میں داخل ہوئے۔

پھر حضرت مولانا ممدوح نے جنکی عمر بروز بیعت ۲۲ سال تھی جلد جلد روحانی ترقی کی منازل طے کیں اور ۵۰ سالہ زمانہ بیعت میں اپنی صحت اور جان کی پرواہ کئے بغیر وہ سنہری کارہائے نمایاں سرانجام دئے اور سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کی وہ مثالیں قائم کیں جو رہتی دنیا تک تاریخ کے اوراق میں تابندہ و درخشندہ رہیں گی اور قومیں جو بعد میں آئیں گی انہیں پڑھ کر حیرت میں ڈوب جائیں گی کہ ایسے بےنفس اور بےمثل قربانیاں کرنے والے بھی حضرت مسیح موعودؑ کے غلاموں میں گزرے ہیں۔

میری یہ خوش بختی ہے کہ میرے والد میاں عبدالعزیز صاحب نون بھی صحابی تھے۔ گو عمر میں حضرت مولوی صاحب سے چھوٹے تھے مگر دونوں بزرگوں کے ننھال للہانی تحصیل بھلوال میں تھے۔ اس لئے حضرت مولوی صاحب میرے ابّا کو ’بھائی جی‘ کہہ کر پکارتے تھے اور بہت محبت کرتے تھے کہ دونوں کی مائیں للہانی کی تھیں۔ اس لئے گویا وہ بہنیں تھیں اور یہ خالہ زاد بھائی۔

اُس زمانے میں ایسی نسبت باہمی تعلقات کو بڑھانے کے لئے کافی سمجھی جاتی تھی۔ پھر گاؤں ادرحمہ حضرت مولوی شیر علی صاحب کا مولد اور حلال پور میرے گاؤں کا فاصلہ دو میل ہے۔ اور یہ گاؤں متصل ہونے کی وجہ سے باہمی تعلقات کی گہرائی کا موجب بن گئے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت گوہر بی بی صاحبہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحابیہ تھیں۔ ۱۹۰۷ء میں ان کی وفات ہوئی تو موصیہ ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ للہانی گاؤں میں مرد و زن بہت حافظ قرآن ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت موصوفہ بھی قرآن کریم کی حافظہ تھیں۔ للہانی بہت بڑا قصبہ ہے۔ تحصیل بھلوال میں آبادی اور اراضیات کی وسعت کے لحاظ سے سب سے بڑا۔ باوجود کوشش کے مجھے حضرت گوہر بی بی صاحبہؓ کے دودھیال کا علم نہیں ہو سکا۔ جہاں تک بچپن کا میرا تأثر ہے وہ تلہ قوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ واللہ اعلم۔

حضرت مولوی صاحب کی شادی موضع بدر رانجھ متصل مڈھ رانجھا میں رانجھا قوم میں ہوئی تھی۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ کے بھائی کا نام صالح محمد رانجھا تھا مگر خدا کی حکمت وہ بھی کہیں گوشہ گمنامی میں چلے گئے۔ ان کا کوئی رشتہ دار موضع بدر میں موجود نہیں۔ مَیں اکثر بدر جاتا رہتا ہوں۔ یہ گاؤں ہمارے گاؤں سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔

پھر مجھے بجا طور پر ناز ہے کہ میرے ننھال بھی اسی گاؤں للہانی میں ہیں جس میں حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے ننھال تھے۔ میری والدہ کا نام فتح بی بی صاحبہ تھا اور گو ہمارے ننھال میں سے کوئی احمدی نہ ہوا، نہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے ننھالی رشتہ داروں میں احمدیت پھیلی مگر ہمیں نیک ماؤں کا دودھ نصیب ہوا۔ میری والدہ بھی احمدی تھیں۔ الحمدللہ۔

ان ساری نسبتوں کے باوجود کجا حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ اور کجا مَیں ننگ انسانیت۔ صدر محمد ایوب خان کے زمانے میں انہوں نے کاموں کی منڈی سے اعلیٰ قسم کے باسمتی چاول ملکہ برطانیہ کو تحفۃً بھجوائے تو ان دنوں یہ کہاوت ایجاد ہوئی تھی کہ ’’کہاں کاموں کی منڈی اور کہاں بکنگھم پیلس‘‘ یعنی کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔

یہی حال اپنا ہے مگر اللہ تعالیٰ ذرہ نواز کی قدرت اور رحمت سے کیا بعید کہ اس کے مقرب بندے کے ساتھ یہ تعلقات میری مغفرت کا موجب بن جائیں۔

۱۹۴۴ء میں جب ٹی آئی کالج میں داخل ہوا تو حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ میرے مربی اور سرپرست اور گویا گارڈین مقرر ہو چکے تھے۔ ہر ضرورت کا خیال، میری پڑھائی میں دلچسپی، میرے ابّا کا احوال پوچھنا اور ان کے لئے ہمیشہ دعائیں کرنا۔ الغرض مجھے ایسی نعمت میسر آ گئی جس میں میرا کوئی ثانی نہ تھا۔

اوائل میں ہمارا ہوسٹل محلّہ دارالانوار کی طرف جانے والی سڑک پر ایک کوٹھی میں تھا۔ اور ہوسٹل کے سامنے سڑک کے پار حضرت مصلح موعودؓ کی کوٹھی ’’دارالحمد‘‘ میں حضرت مولوی صاحب کا ترجمہ قرآن کریم کا دفتر تھا۔ آپ ان دنوں علیل بہت رہے۔ بخار اکثر ہو جاتا تھا اس لئے مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرنا ممکن نہ تھا چنانچہ ہوسٹل سے مجھے طلب فرما لیتے اور ہم اکٹھی نمازیں پڑھتے۔ امامت حضرت عبدالرحیم صاحب شرما کراتے تھے اور مَیں حضرت مولوی صاحب کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔

آپ کی نماز کی کیفیت بیان کرنے کی نہ مجھ میں طاقت ہے نہ میرے قلم کو یارا۔ فرض نماز تو امام صاحب کی اقتداء میں ختم کر لیتے مگر سنتوں میں ہم پیچھے بیٹھے رہتے مگر آپ چپ و راست سے یکسر بےخبر اپنے مالک کے حضور حاضر ہو جاتے تو ایک تلاطم برپا ہو جاتا۔ سینہ اس طرح کھولنے لگتا جیسے تیز آنچ پر ہنڈیا ابل رہی ہو۔ حضرت رسول کریم ﷺ کی نماز کے بارہ میں حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا تھا تو آپؓ بھی بیان نہ کر سکیں۔ اتنا ہی فرمایا کہ ان کی طوالت اور خوبصورتی کے بارے میں کوئی سوال نہ کرو کیونکہ جواب میں نہیں دے سکوں گی۔ سیدنا رسول اللہ ﷺ کا غلام صادق نماز میں کھڑا ہوتا تو راز و نیاز میں اس قدر محو ہو جاتا کہ سورۃ فاتحہ کی ایک ایک آیت بار بار دہراتے۔ دل دماغ اور جسم کا ذرّہ ذرّہ کانپ رہا ہوتا۔ زبان میں ارتعاش ہے گویا زندگی کی ساری تمنائیں پوری ہو رہی ہیں۔ رکوع اور سجدے کی کیفیات کہیں اور نہ دیکھیں نہ سنیں۔ سیدنا رسول عربی ﷺ کی بیان فرمودہ ’’احسان‘‘ کا بہترین نمونہ ’’کَاَنَّکَ تَرَاہُ‘‘ کے ایمان افروز نظارے۔ گویا ایک مچھلی مصفّا پانی میں تیر رہی ہے۔ وہ تھکتی ہے نہ ماندہ ہوتی ہے۔

اب قعدہ میں بیٹھے تو جب ’’اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ‘‘ کا مقام آیا تو آواز خِیْفَۃً سے نکل کر اب جَھْرَۃً کی حدود میں داخل ہو چکی ہے اور اس میں حضرت کا کوئی اختیار نہیں۔ اپنا محبوب سامنے ہے اس پر سلام بڑے ادب سے، عاجزی سے، عشق و محبت میں ڈوب کر پیش کر رہے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے آقا نے آپ کا سلام قبول بھی فرما لیا ہے تبھی تو اپنے سوز سے، وارفتگی اور فدائیت سے عقیدت کے پھول آقا کے حضور نچھاور کر رہے ہیں۔ اب روح کو سکون اور قرار آ گیا کہ آقائے مکی و مدنی نے سلام شوق و محبت قبول فرما لیا ہے۔ ان کی ساری دعاؤں اور سکنات و حرکات کے دوران سینہ میں اس قدر جوش اور سوز ہے کہ:

اتنا تو ہم نے سوز نہ دیکھا کباب میں

Khalid Munir Ahmed

Licenced Mortgage Broker

Phone: 020 8874 8628

Fax: 020 8488 9246

Mobile: 0790 5204985

E.Mail: khalidahmed3@hotmail.com

2 Fairfield Drive , London SW18 1DL

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

آپ اس دوران کلیۃً بے خبر ہیں کہ آس پاس کون ہیں اور کیا کر رہے ہیں اب وہ گویا اس دنیا میں نہیں رہے، کہیں اور چلے گئے ہیں۔ اپنے مرشد کے بقول۔

ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

آپ کے بڑے بھائی حضرت حافظ عبدالعلی صاحب تھے وہ بھی بڑے بزرگ اور متقی انسان تھے۔ چونکہ دونوں قدبُت میں بھی برابر اور شاید عمروں میں بھی تھوڑا فرق ہو۔ حضرت حافظ صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ دونوں بھائیوں میں سے بڑا کون ہے۔ حضرت حافظ صاحب نے فرمایا:

''دنیا میں تو پہلے میں ہی آیا تھا مگر بڑا شیر علی ہے''۔

اس مختصر جواب میں حضرت حافظ صاحب کی کسر نفسی، عاجزی اور چھوٹے بھائی کے بلند و بالا مقام روحانی کا جس خوبصورتی سے اعتراف کیا گیا ہے وہ خود حضرت حافظ عبدالعلی صاحب کے عارف باللہ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ حضرت حافظ صاحب خود بڑے متقی، بے نفس اور زاہد و عابد بزرگ تھے مگر آپ کا جواب جب بھی کوئی نکتہ شناس مومن پڑھے گا تو اس سے روحانی لذت اٹھائے گا۔

مَیں حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا کبھی کسی خانگی مشورے کی غرض سے اور کبھی دعا کی درخواست کرنے۔ ایک روز مَیں آپ کے دردولت پر حاضر ہوا تو پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ مصافحہ کیا تو تیز بخار تھا جو مَیں نے محسوس کیا۔ پوچھا تو فرمایا ہاں بخار ہے۔ مَیں نے ایک جاہلانہ سوال کیا کہ حضرت مَیں نے ایف۔اے تو کر لیا ہے گھر پر ابّا اکیلے ہیں۔ مَیں نے زمیندارہ ہی کرنا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو مَیں اب پڑھائی چھوڑ کر چلا جاؤں۔ آپ مشکل سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا ہرگز نہیں، بی اے ضرور کریں۔ ایک وقت آئے گا کہ بی۔اے کی ڈگری کی ضرورت پڑے گی اور اس وقت پھر بی۔اے کرنا تمہارے لئے بہت مشکل ہوگا۔ مَیں تو فوراً سپرانداز ہوگیا عرض کیا کہ حضرت ٹھیک ہے آپ جس طرح حکم دے رہے ہیں اسی طرح کروں گا۔ چنانچہ مَیں نے تقسیم ملک کے بعد لاہور آ کر بی۔اے کرلیا۔ سچ یہ ہے کہ یہ نسخہ میرا بار بار آزمودہ ہے کہ

گفتہ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ترجمہ: ایک عارف باللہ کا کہنا اللہ تعالیٰ کا کہنا ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ بات اللہ کے بندے کے حلق سے ہی نکلی ہو۔

وہ بلند حوصلگی کے ایک آسمان تھے اس لئے زندہ خدائے علیم و قدیر کے ساتھ آپ کا زندہ اور جاودانی تعلق تھا۔ جب بھی آپ سے ملتے ہمیں بھی زندہ رہنے کا بلند حوصلہ آپ کی محبت سے مل جاتا۔

صد حیف کہ وہ خدا نما انسان ماہ نومبر ۱۹۴۷ء میں اپنے محبوب آسمانی آقا کے حضور حاضر ہوگیا اور مَیں اپنے والد صاحب کی زندگی میں ہی گویا یتیم ہوگیا۔ جس شخص کو خود اٹھا کر اپنے ہاتھوں سے سپرد خاک کیا بظاہر وہ عزیز و اقرباء اور ارادتمندوں سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگیا مگر حق یہ ہے کہ اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ہمارے دلوں سے رخصت نہیں ہوا۔ اس کا اعلیٰ کردار اور اس کی محبت و شفقت، اس کی غربا پروری، اس کی علمی اور ایمانی حلاوت، اس کا ذوق عبادت، آقائے قادیانی علیہ السلام کی اطاعت جس سے عشق کی ملونی تھی ایسی صفات وحسنات آپ کے جسم کے ساتھ مٹی میں دفن ہو ہی نہیں سکتی تھیں۔ یہ ہمارے آس پاس ہی رہتی ہیں اور ان کی خوشبو ہمارے قلب و جان کو اب بھی سکون اور راحت بخشتی ہیں اور معطر رکھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے نجم الہدیٰ کی مؤلفہ کو، جوں جوں اس کی ورق گردانی کرتے رہے وہ اللہ کا ولی بے حساب یاد آیا۔ اس کے بیمار دنوں کی محنت اور رت جگے، اس کی پل پل کی محنت شاقہ، اس کی مستجاب دعائیں جس سے ہم نے پیدائش سے پہلے بھی حصہ پایا اور پیدائش کے بعد بھی۔ اپنے آقا و مرشد سے عشق و محبت کے نظارے جو آج بھی عشاق کے لئے پیمانہ عشق و وفا ثابت ہو رہے ہیں۔ ایک ایک واقعہ سے ایمانوں میں تازگی اور دلوں میں رشک پیدا ہوتا ہے کہ کاش ہم سے کوئی ایسا عشق کا مظاہرہ ہو جاتا جو ایک ہی ہماری مغفرت کا موجب ٹھہرتا۔

حضرت مولانا صاحب نے بھی تو عید کے موقعہ پر حضرت مسیح موعودؑ کے جوتے تلاش کر کے پگڑی کے شملے سے صاف کرنے کا اعزاز حاصل کر ہی لیا تھا۔ اے مسیح موعود کے عاشق صادق تیری فدائیت اور فریفتگی کے اس اظہار نے تیری شان دوبالا کردی ہے۔

اب اس مقدس بستی کی اُن گلیوں کو چشم تصور سے ہی دیکھ سکتا ہوں جنہوں نے مسیح کے قدم چومے تھے۔ پھر ان سیڑھیوں پر چڑھنے کو آنکھیں ترستی ہیں جن پر آگے 'مسجد مبارک' اور اس کا چھت جس پر گرمیوں میں روحانیوں کی ایک محفل سجتی تھی۔ پھر جہاں ایک پوری صدی قبل ۱۹۰۳ء میں ''بیت الدعا'' تعمیر ہوا تھا جس میں مَیں اپنے آقا اور مطاع کے پاؤں کے نشان اور جبین مبارک جہاں اللہ کے حضور جھکتی تھی تلاش کرتا تھا۔ اسے دیکھنے کی حسرت اور وہاں مناجات کرنے کا لطف، اب یہ سب خواب بن چکے ہیں۔ آگے مسقّف گلی میں سے گزر کر مسجد اقصیٰ جہاں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا تاریخی خطاب سنتے تھے۔ اور اس مسجد کی شمالی جانب وہ مقام مقدس جہاں ۱۹۰۰ء میں آسمانی فرمان کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خطبہ عید عربی زبان میں ارشاد فرمایا اور دو قدوسیوں نے ساتھ ساتھ تحریر کرلیا۔ وہ عربی زبان کا ایک شاہکار ہے اور زندہ خدا اور قادر خدا کی تجلّی کا زندہ ثبوت ہے۔ حضرت صاحب جب پہاڑ پر تشریف لے جاتے یا سندھ کی زمینوں پر تو مسجد اقصیٰ میں ہی مولانا شیر علی صاحبؓ خطبہ ارشاد فرماتے۔

گزشتہ عرصہ میں چار پانچ مرتبہ انڈیا جانے کا اجازت نامہ ملنے پر اس مقدس بستی میں جاتے شعائراللہ کی زیارت کرتے دل سلگتا اور آنکھیں برسنا شروع کر دیتیں۔ دعائیں کرنے کے انمول مواقع میسر آتے۔ ''بیت الدعا'' میں بھی مناجات کرتے گو زائرین کی کثرت کے باعث تھوڑا وقت ہی ''بیت الدعا'' میں گزار سکتے مگر۔

ایک پل میں ایک صدی کا مزہ ہم سے پوچھئے
دو دن کی زندگی کا مزہ ہم سے پوچھئے

اس سے اندر کا بوجھ بہت ہلکا ہو جاتا۔ گویا آلائشیں دھل جائیں۔ مگر افسوس کہ یہ چند دنوں کی زیارتیں اور مناجات بھی ملکی تعصّبات کی نذر ہوگئیں۔ ایک دفعہ قادیان جلسہ سالانہ کے لئے سٹیج سے غیر مسلموں کو جو کافی تعداد میں وہاں موجود تھے مخاطب کر کے مَیں نے کہا تھا کہ اہل بھارت سوچو ان درویشوں کے یہاں آنے سے آپ کا کیا نقصان ہے، یہ تو دعائیں کرتے آتے ہیں، یہاں بھی شب و روز دعائیں کرتے رہتے ہیں اور دعائیں کرتے ہوئے واپس چلے جاتے ہیں۔

مَیں بھی جب قادیان گیا، ریتی چھلہ کے اس پار اس گھر کو دیکھنے ضرور جاتا۔ ہر چند کہ اس میں تبدیلیاں ہوگئی ہیں مگر اس مکان کے محل وقوع کو دیکھ کر پرانی یادوں میں کھو جاتے اور حصول تسکین کی کوشش کرتے مگر وہ مکان اب جسد بے روح تھا۔ جو شراب طہور وہاں بٹتی تھی اور ہمیں دو گھونٹ مل جاتے تھے وہ اب کہاں۔ خالی اینٹیں یا پتھر سے ہماری کیا سیرابی ہوتی دکھ ہوتا بلکہ دل پہلے سے بڑھ کر دکھی لے کر حضرت مولانا شیر علی صاحب کے مکان سے واپس آتے۔

اے کاش اب مَیں اُس ٹوٹے پر بریدہ پنچھی کی طرح بے یار و مددگار رہ گیا ہوں گھبرا کر چاہتا ہوں ان حسین یادوں کو جو اب میرے نصیب میں نہیں ہیں نسیان کا ٹیکہ لگا کر بھول جاؤں۔ اس طرح قلم سے جگر کا خون ٹپکانے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں اس سے بھی اور کیا حاصل ہوگا، زخم تازہ اور ہرے ہو جائیں گے اس سے حاصل؟۔

مانگیں ہم دعا کہ اسے بھول جائیں ہم
لیکن اگر وہ وقت دعا یاد آ گیا

ہجر کے کرب اور مسرتوں کی دھوپ چھاؤں نے میری زندگی کا عجیب مرکب بنا دیا ہے زخمی سینے سے مشکل سے سانس کھینچتا ہوں۔

اپنوں کی بے وفائیاں رنج و آلام اور ہجر و فراق کی لگاتار یورشیں اچھے خاصے باہمت انسان کو اندر سے ریزہ ریزہ کر دیتی ہیں جس کے نتیجہ میں اس کا ذہن کسل و درماندگی کا اور دل پژمردگی اور اُداسی کا شکار ہو کر اپنی ساری چمک دمک کھو بیٹھتا ہے۔

صحابہ کرام کی دعاؤں اور زیارت سے افاقہ ہوتا تھا وہ بھی نہ رہے اور میری حالت شاعر کے ان اشعار کی تصویر ہے۔

کئی دن سے کوچہ ذات میں کسی دشت غم کا پڑاؤ ہے
کوئی شام مجھ میں قیام کر میرے رنگ و رپ نکھار دے
تیری رہگزر میں ہوں خیمہ زن ہے بدن پہ ہجر کا پیرھن
جو گزر گئی سو گزر گئی میری باقی عمر سنوار دے

دعا کرنی چاہئے اور ساتھ کوشش بھی کہ ہم اس فرشتہ سیرت انسان کے قدموں پر قدم رکھتے ہوئے چلتے رہیں۔ تسلیم کہ ہم اپنے بزرگ اسلاف مثلاً حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ یا حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ یا حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ اور ان جیسے ان گنت بزرگوں جیسے نہیں بن سکتے۔ ان کا اونچا مقام اور مرتبہ ہمارے لئے حاصل کرنا ناممکن ہے۔ مگر اللہ چاہے اور ہم حسب توفیق کوشاں رہیں تو ہم چھوٹے چھوٹے شیر علی، چھوٹے چھوٹے غلام رسول راجیکی یا چھوٹے چھوٹے حضرت سید سرور شاہ تو بن جائیں تا ایمان و ایقان کی پختگی اور ہمارے اعمال کی خوبصورتی سے دیکھنے والوں کا دھیان ان عالی مرتبت اسلاف کی طرف جاسکے۔ ان کی نقل بھی بن جائیں تو بہت ہے تاکہ طنزاً کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ:

سلف جن کے وہ تھے، خلف ان کے یہ ہیں

اور اس طرح ہم اپنے بزرگوں کے بلند و بالا مقامات اور مراتب کی نشاندہی تو کرسکیں تا لوگ ہمیشہ ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب نے مقدور بھر تربیت کی ہم نے ان سے عبادات کے طریقے سیکھے اور بھی بہت کچھ مگر۔

پھر بھی کم تھا گرچہ تیری ذات سے پایا بہت
تُو ہوا رخصت تو دل میں یہ خیال آیا بہت

☆......☆......☆

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذبک من شرورھم۔

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا فیکس نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا فیکس نمبر حسب ذیل ہے:

Fax NO: 020 8870 5234

جلسہ سالانہ ۔ U.K

امسال جلسہ سالانہ۔ یوکے انشاءاللہ ۲۵، ۲۶ اور ۲۷ جولائی ۲۰۰۳ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

مزید معلومات کے لئے درج ذیل ٹیلیفون نمبرز پر رابطہ فرمائیں:

Tel: (44) (0) 20 8687 7813 + (44) (0) 20 8687 7814 + (44) (0) 20 8687 7881

(افسر جلسہ سالانہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت چودھری منشی رُستم علی صاحبؓ

ماہنامہ ”خالد“ ربوہ نومبر و دسمبر ۲۰۰۲ء میں حضرت چودھری منشی رُستم علی صاحبؓ کے بارہ میں ایک مضمون مکرم راشد محمود احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

”براہین احمدیہ“ کی خریداری کے سلسلہ میں حضرت منشی صاحبؓ کا پہلا رابطہ حضرت مسیح موعودؑ سے قائم ہوا جو بعد میں مراسلات اور تعلقات کے ذریعہ مضبوط ہوتا چلا گیا اور آپؓ کو اخلاص و محبت کے ساتھ محض للہ خدمت کی سعادت بھی عطا ہوتی رہی۔ بیعت کرنے والوں میں آپؓ کا نمبر دسواں ہے۔ ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۲ء میں پہلے اور دوسرے جلسہ سالانہ میں بھی آپؓ شامل ہوئے اور آپؓ کا ذکر حضورؑ نے اپنی کتب ”آسمانی فیصلہ“ اور ”آئینہ کمالات اسلام“ میں فرمایا۔ ۱۸۹۴ء میں حضورؑ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمانداری کے سلسلہ میں بعض خدمات کا شرف عطا فرمانے کے لئے آپؓ کو متعدد خطوط تحریر فرمائے۔ آپؓ کا نام حضورؑ نے ۳۱۳ صحابہؓ کی فہرست میں ۲۲۷ ویں نمبر پر تحریر فرمایا ہے۔ حضورؑ نے اپنی کتاب ”ازالہ اوہام“ میں آپؓ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: ”حبی فی اللہ منشی رستم علی ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے۔ یہ ایک جوان صالح اخلاص سے بھرا ہوا میرے اوّل درجہ کے دوستوں میں سے ہے۔ اُن کے چہرے پر ہی علامات غربت و بے نفسی واخلاص ظاہر ہیں۔ کسی ابتلا کے وقت مَیں نے اس دوست کو متزلزل نہیں پایا اور جس روز سے ارادت کے ساتھ انہوں نے میری طرف رجوع کیا، اس ارادت میں قبض اور افسردگی نہیں بلکہ روزافزوں ہے“۔

حضرت منشی صاحبؓ مدراں ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے اور آپؓ کے والد محترم کا نام شہاب الدین تھا۔ آپؓ محکمہ پولیس میں سارجنٹ کے طور پر بھرتی ہوئے اور ۱۸۸۸ء میں ترقی کر کے ڈپٹی انسپکٹر ہوئے اور دھرم سالہ ضلع کانگڑہ میں تعینات ہوئے۔ ۱۸۹۰ء میں آپؓ کی تبدیلی محکمہ پولیس ریلوے میں ہوئی۔ ۱۸۹۳ء میں کورٹ انسپکٹر ہوکر منٹگمری چلے گئے۔ پھر انسپکٹر بنادیئے گئے اور پہلے لاہور میں، پھر حضورؑ کی دعا سے (قادیان کے قریب) گورداسپور میں متعین رہے۔

حضرت منشی صاحبؓ مالی قربانی میں پیش پیش رہے۔ دو روپیہ سے بیس روپیہ ماہوار تک چندہ دیتے رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت منشی صاحبؓ کی تنخواہ ۸۰/روپے تھی تو حضورؑ نے ایک دینی ضرورت کیلئے آپؓ کو رقم بھجوانے کیلئے لکھا۔ انہی دنوں حکومت نے تمام کورٹ انسپکٹروں کو ترقی دے کر انسپکٹر کر دیا اور آپؓ کی تنخواہ یکدم ۱۸۰/ روپے ہو گئی۔ اس پر آپؓ نے حضورؑ کی خدمت میں لکھا کہ یہ اوپر کے روپے میرے نہیں ہیں، یہ حضورؑ کے طفیل ملے ہیں اس واسطے یہ سو روپے وہ ہمیشہ علیحدہ حضورؑ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے اور سابقہ چندہ بھی بدستور جاری رکھا۔

آپؓ شعر بھی کہتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ کا کلام دیکھ کر فرمایا: ”آپؓ کے اشعار نہایت پاکیزہ اور عمدہ دل سے نکلے ہوئے ہیں۔ باایں ہمہ متانت ایسی ہے کہ گویا ایک اہل زبان شاعر کی۔ یہ امر خداداد ہے۔“

ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد آپؓ قادیان آگئے اور سلسلہ کی خدمت بلا معاوضہ کرتے رہے حتیٰ کہ کھانا لینا بھی پسند نہ کیا۔ انجمن نے آپؓ کو افسر بیت المال مقرر کیا اور لنگر کا انتظام بھی آپؓ کے سپرد کر دیا۔ ایام جلسہ میں آپؓ نے نہایت جانفشانی سے خدمت سرانجام دی۔ اس کی وجہ سے آپؓ کو بخار نے آلیا جو نمونیہ میں بدل گیا اور صرف چھ روز بعد ۱۱/ جنوری ۱۹۰۹ء کو یہ مخلص، خاموش طبیعت، سلسلہ کا فدائی وفات پا گیا۔

حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جمونیؓ

ماہنامہ ”انصاراللہ“ ربوہ دسمبر ۲۰۰۲ء میں حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جمونیؓ کے بارہ میں ایک مضمون مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

آپؓ ۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد کا نام معظم الدین تھا جو جلال پور جٹاں ضلع گجرات کے امام مسجد تھے۔ بعد میں وہ اہل حدیث ہوگئے اور نام بدل کر محمد عبداللہ رکھ لیا۔ وہ بہت عالم اور بزرگ انسان تھے۔ انہی سے آپؓ نے قرآن کریم پڑھا اور دیگر ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر آپؓ کو سہارنپور بھیج دیا گیا جہاں سے آپؓ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کے پاس پاپیادہ بھیرہ پہنچ گئے۔ آپؓ نے ابتدائی عمر میں مولوی غلام رسول صاحب آف قلعہ میاں لنگے کی بیعت کی تھی اور آپؓ ابتدا سے ہی سعید فطرت وجود تھے۔ بھیرہ پہنچے تو حضرت مولوی صاحبؓ نے آپ کو اہل حدیثوں کی مسجد (حکیماں والی) کا امام مقرر کر دیا اور آپ کا کھانا اپنے گھر پر مقرر کر لیا۔ حدیث اور طب کی تعلیم حضورؓ خود آپ کو دیا کرتے تھے۔ دس بارہ سال آپ وہیں حضورؓ کے پاس رہے اور گھر کے ایک فرد کی حیثیت حاصل کر لی۔ بھیرہ میں ہی حضورؓ نے آپ کی شادی کروادی۔ بعد ازاں جب حضورؓ ریاست جموں میں شاہی طبیب کے طور پر تشریف لے گئے تو آپ بھی جموں آگئے۔

جموں میں مہاراجہ نے اذان کہنے پر پابندی لگا رکھی تھی اور سخت سزا مقرر تھی۔ لیکن آپ وہاں اذان دیتے اور پھر حضرت مولوی صاحبؓ کے ساتھ نماز ادا کرتے۔ امامت وہاں بھی آپ ہی کرواتے۔ ایک روز آپ نے اونچی آواز سے اذان کہہ دی تو مہاراجہ نے حضرت مولوی صاحبؓ کو بلا کر کہا کہ مولوی صاحب! آپ کے خلیفہ نے اذان کہی ہے۔ اذان میں حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کے الفاظ آتے ہیں۔ جو خدا کا حکم سن کر بھی نماز نہ پڑھے وہ گنہگار ہوتا ہے، ہماری رعایا غریب اور کمزور ہے، اگر یہ اذان سن کر بھی نماز نہیں پڑھے گی تو ان پر خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ اس لئے ہم نے اذان دینا ہی بند کر رکھا ہے۔

اس واقعہ کے بعد لوگوں نے آپ کو خلیفہ کہنا شروع کر دیا جو آپ کے نام کا حصہ بن گیا۔

حضرت خلیفہ نورالدین جمونی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں جموں سے پیدل کشمیر گیا تو راستہ میں ایک جنگل میں اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ والی دعا نہایت زاری سے پڑھی۔ اس کے بعد کوئی کاروبار نہ کرنے کے باوجود غیب سے ہزاروں روپے میرے پاس آئے۔ مجھے حضرت مولوی صاحبؓ نے عربی، فارسی کا ترجمان بھی مقرر فرمایا۔ کچھ وقت سری نگر میں مردم شماری کے محکمہ میں بھی ملازمت کی۔ اسی دوران مَیں نے حج کی سعادت بھی حاصل کی لیکن حاجی نہیں کہلوایا۔

جب بھی کوئی عالم فوت ہوتا تو اس کی اطلاع حضرت مولوی صاحبؓ آپ کو دیا کرتے۔ آپ کہتے کہ آپ صرف مرنے والوں کی خبر دیتے ہیں، کسی بزرگ کے پیدا ہونے کی خبر نہیں دیتے۔ ایک دن آپؓ نے خوش ہو کر مجھے مخاطب فرمایا کہ آج تمہیں ایک عالم کے پیدا ہونے کی خبر سناتا ہوں جو قادیان میں پیدا ہوا ہے۔ پھر ۱۸۸۵ء میں حضرت مولوی صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کے لئے قادیان کا سفر کیا اور حضورؑ سے اپنی ایک خواب بیان کی جس میں خلیفہ نورالدین صاحب کا بھی ذکر ہے۔

جنوری ۱۸۸۸ء میں جب حضور علیہ السلام حضرت مولوی صاحبؓ کی عیادت کیلئے جموں تشریف لائے تو آپ کے کمرہ میں ہی قیام فرمایا۔

اگرچہ خلیفہ نورالدین صاحب نے بیعت کی سعادت ۲۷/ دسمبر ۱۸۹۱ء کو حاصل کی لیکن اس سے قبل آپ نے حضرت مولوی صاحبؓ کے ارشاد پر عبدالواحد غزنوی ابن حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کو ایک سال سے زائد تبلیغ کی لیکن وہ رضامند نہ ہوئے تو آپؓ نے خود بیعت کر لی۔ پہلے جلسہ سالانہ میں آپؓ شامل ہوئے اور آپؓ کا نام حضورؑ نے اپنی کتاب ”نشان آسمانی“ میں درج فرمایا ہے۔

۱۸۹۲ء میں امرتسر میں مباحثہ ہوا جس کی روئیداد ”جنگ مقدس“ کے نام سے شائع ہوئی۔ حضورؑ نے اس مباحثہ کے طے کرنے کیلئے آپؓ کو بھی بھجوایا اور اس موقع پر پڑھے جانے والے پرچوں کے سوالات کے جوابات لکھنے کی بھی توفیق پائی۔

حضرت خلیفہ صاحبؓ کی دوسری بیوی کے ہاں اولاد ہوکر فوت ہوجاتی تھی۔ وہ حضورؑ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا کرتی تھی۔ چنانچہ حضورؑ کی دعا سے ایک لڑکا عبدالرحیم پیدا ہوا۔

جلسہ مذاہب عالم ۱۸۹۶ء میں آپؓ بھی شامل ہوئے اور جب مضمون لکھا جارہا تھا تو بھی آپؓ کو مضمون کو نقل کرنے کی توفیق ملی۔

آپؓ کو حضرت مسیح ناصریؑ کی قبر کی دریافت کے حیرت انگیز انکشاف کا اعزاز حاصل ہوا اور حضورؑ کے ارشاد پر تحقیق کی اور ۵۶۰/ علماء کی شہادتیں بھی اکٹھی کیں۔ حضورؑ نے آپؓ کی خدمات کا اعتراف اپنی کتاب ”تحفہ گولڑویہ“ میں فرمایا ہے اور ملفوظات جلد اوّل میں بھی آپؓ کا ذکر ملتا ہے۔

آپؓ بہت خوش خط تھے۔ آپؓ کو حضورؑ کی کئی کتب کے مسودوں کو صاف کر کے خدمت اقدسؑ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضورؑ کا منظوم کلام ”درّ ثمین“ سب سے پہلے شائع کرنے کی توفیق بھی آپؓ کو ملی۔ مالی قربانی میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ۱۹۰۵ء میں نظام وصیت کا اجراء ہوا تو آپؓ بھی اس میں شامل ہوگئے۔ آپؓ کا نمبر ۳۸۹/ ہے۔ حضورؑ نے آپؓ کے مالی جہاد کا ذکر بھی اپنے اشتہار میں کیا ہے۔ حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب کی روایت ہے کہ آپؓ نے پانچ پانچ سو روپے بھی بطور نذرانہ پیش کئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے موقعہ پر آپؓ جنازہ کے ساتھ لاہور سے قادیان تشریف لائے۔ خلافت اولیٰ کا سارا عرصہ کمال اطاعت سے گزارا۔ حضرت مصلح موعودؓ سے آپؓ بچپن سے ہی بہت محبت کرتے تھے اور بعض رؤیا و کشوف میں آپؓ کو حضورؓ کے بارہ میں خبر بھی دی گئی تھی۔ حضورؓ نے بھی کئی خطبات اور تقاریر میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

آپؓ جماعت احمدیہ جموں کے روح رواں تھے۔ ۲/ ستمبر ۱۹۴۲ء کو جموں میں وفات پائی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، نعش کو کندھا دیا اور بہشتی مقبرہ تک ساتھ تشریف لے گئے۔

حضرت خلیفہ صاحبؓ نے چار شادیاں کیں۔ تین بیویوں سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئے۔

ماہنامہ ”انصاراللہ“ ربوہ دسمبر ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت حضرت مولانا مصلح الدین راجیکی صاحب کے کلام سے انتخاب پیش ہے:

بہار ہستی میں ہم تو جیسے کھِلا کئے ہیں کھِلا کریں گے
جو مٹنے والے ہیں اس چمن میں مٹا کئے ہیں، مٹا کریں گے
وہ اَور ہوں گے جو سیل دریا میں ڈوب مرنے کی ٹھان بیٹھے
ہم ایسی مَوجوں کی کشمکش میں بڑھا کئے ہیں بڑھا کریں گے
عدو جو چاہے تو آزما لے، یہ دل پڑا ہے یہ جاں پڑی ہے
کہ ہم فنا کا شکار ہو کر جیا کئے ہیں جیا کریں گے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611

Vol. 10 — Friday, June 20, 2003 — Issue No. 25

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

کمپونگ کفو (کمبوڈیا) کے مقام پر

مسجد التقویٰ کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: حسن بصری ۔ مبلغ انچارج کمبوڈیا)

کمپونگ کفو (کمپونگ رو) صوبہ کمپونگ چھنانگ کا ایک گاؤں ہے جو بڑی سڑک سے تقریباً دو کلومیٹر اندر جانے والے گاؤں کے راستہ پر واقع ہے۔ اور شہر پھنوم پین سے ۷۵ کلومیٹر دور ہے۔ اس گاؤں میں مسلمانوں کے علاوہ بدھ مذہب کے لوگ بھی رہتے ہیں۔ اس گاؤں میں ستمبر ۲۰۰۱ء کے آخر پر احمدیت کا پودا لگا اور بہت سے لوگ احمدی ہوئے ۔ اس وقت ۳۵۰ سے زائد افراد اس گاؤں میں موجود ہیں۔ وہاں ایک کچی مسجد جو لکڑی سے بنی ہوئی موجود تھی۔

۱۹۹۲ء میں مقامی لوگوں نے نئی مسجد کے لئے پکی فاؤنڈیشن رکھی ہوئی تھی ۔ ۲۰۰۱ء میں گاؤں کے لوگ احمدیت میں شامل ہوئے اور نومبر میں تین روزہ تربیتی کلاس برائے نومبایعین منعقد کی گئی اور احباب نے بڑے شوق سے اس میں حصہ لیا ۔ رمضان کے آخری عشرہ میں خاکسار نے اعتکاف کیا اور احباب کی مزید تربیت کا انتظام کیا یعنی رات کو بعد نماز عشاء و تراویح احادیث کا درس اور بعد نماز فجر قرآن کریم کا درس دیا جاتا۔ اس دوران نماز تہجد کا اہتمام بھی کیا گیا۔ اس دوران محسوس کیا کہ یہ مسجد اب چھوٹی ہوگئی ہے اور کئی عورتیں خاص طور پر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس گھر چلی جاتی ہیں تو پھر مشورہ کیا کہ نئی مسجد تعمیر کی جائے ۔ اخراجات کا اندازہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں پیش ہوا اور حضور کی اجازت سے جماعت ملائشیا، انڈونیشیا اور سنگاپور کو امداد کے لئے لکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تینوں جماعتوں نے بڑھ چڑھ کر اس کار خیر میں حصہ لیا یہاں تک کہ مسجد اللہ کے فضل سے مکمل ہوگئی۔ اس مسجد کا رقبہ ۲۰×۱۵ میٹر ہے مسجد کو خوبصورت بنانے کے لئے

مسجد التقویٰ کمبوڈیا کا ایک خوبصورت منظر

سامنے والے صحن کی چوڑائی بڑھائی گئی اور اس کو درست کرلیا گیا ۔

مورخہ ۲۳؍فروری ۲۰۰۳ء بروز اتوار مسجد التقویٰ کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس افتتاح کے لئے خاکسار نے مکرم جعفر احمد صاحب نیشنل پریذیڈنٹ کو اور مکرم ہدایت صاحب معلم کو وہاں بھیجا۔ خاکسار اپنی بیماری کی وجہ سے اس افتتاح میں شامل نہ ہوسکا جس کا مجھے بہت افسوس ہے مگر میں نے اپنی اہلیہ اور اپنے بیٹے عزیزم فرید احمد مبشر کو مع یونیورسٹی کے نومبایعین کے وہاں بھجوایا۔

اس تقریب میں غیر از جماعت دوستوں کو بھی مدعو کیا گیا جن میں تین ممبران پارلیمنٹ اور دو نمائندگان وزارت مذہبی امور سے تھے ۔ اسی طرح مکرم قمر الدین صاحب مفتی اسلام کمبوڈیا جو ہمارے سخت مخالف ہیں، بھی شامل ہوئے۔

اس تقریب کی صدارت ڈسٹرکٹ آفیسر مکرم Ieu Chieu صاحب نے کی ۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو ہمارے خادم عزیزم شافعی صاحب نے خوش الحانی سے کی ۔ اس کے بعد مکرم Iei Cheu صاحب اور ڈسٹرکٹ آفیسر ترالاچ (Tralach) نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ احمدیہ جماعت نے ہمارے علاقہ میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرکے عبادت کے لئے پیش کی ہے۔

اس گاؤں کے ایک احمدی لیڈر مکرم احمد صاحب نے مختصر رپورٹ پیش کی کہ کس طرح ۱۹۷۹ء سے مختلف لوگ اس گاؤں میں بسنا شروع ہوئے ۔ اس وقت ہم نے لکڑی کی ایک مسجد بنائی تھی اس کو بعد میں ۱۹۹۲ء میں نئی مسجد کے لئے بنیادیں بنائی گئیں مگر اقتصادی حالات کی وجہ سے کام روکنا پڑا۔ یہاں تک کہ جب ۲۰۰۱ء میں احمدیت کا پیغام پہنچا اور ہم سب نے اتفاق کرکے احمدیت کو قبول کیا تو احمدیت کی برکت سے ہی یہ مسجد مکمل ہوئی جس کا آج افتتاح ہو رہا ہے۔

اس کے بعد نائب وزیر اعظم مکرم اونگ سموئل (Ung Semol) کی نمائندگی میں گورنر کمپونگ چھنانگ (Sou Phrin) نے بتایا کہ وزیر اعظم نے اس تقریب شامل ہونا تھا لیکن اچانک بادشاہ سہانوک صاحب کے ساتھ باہر جانے کا پروگرام بنا اس لئے وہ شامل نہیں ہوسکے۔ مگر آپ نے مبارک باد کا پیغام بھیجا ہے۔ انہوں نے جماعت کی تعریف کی کہ یہ جماعت مختلف علاقوں میں بہت اچھا کام کر رہی ہے ۔ انہوں نے احمدیوں کو ایک اچھی 'سماکوم' (جماعت) بھی قرار دیا ۔ اور انہوں نے دوسرے مسلمانوں کو بھی اس جماعت کے ساتھ تعاون کرنے کا مشورہ دیا۔ اس موقع پر انہوں نے جماعت کو گولڈ میڈل بھی دیا۔ یہ میڈل وصول کرنے کے لئے انہوں نے خاکسار کا نام بلایا مگر چونکہ خاکسار بوجہ بیماری شامل نہ ہوسکا پھر انہوں نے خاکسار کی اہلیہ کو بلا کر یہ گولڈ میڈل دیا۔ پھر انہوں نے مکرم جعفر احمد صاحب نیشنل پریذیڈنٹ کو بھی میڈل دیا۔ بالآخر فیتہ کاٹ کر مسجد کا افتتاح کیا گیا۔ گورنر صاحب نے جب فیتہ کاٹا تو یہ کہتے ہوئے کہ "احمدیہ چھوک چھٹی" یعنی (Ahmadiyya Sucessful) اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ اس پر سب حاضرین نے تالیاں بجائیں ۔ بعد میں گورنر صاحب مسجد کے اندر معائنہ کے لئے گئے اور مہمانوں کی کتاب پر دستخط کئے۔

قارئین سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ مخلص نمازیوں سے بھرا رکھے اور اس مسجد کو اس علاقہ میں مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

......☆......☆......☆......

مسجد التقویٰ کمبوڈیا کے افتتاح کے موقعہ پر احباب جماعت اپنے مہمانوں کے ساتھ

مریدوں سے شفقت

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ۲۸؍دسمبر ۱۹۲۵ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے سٹیج سے "ذکر حبیب" کے زیر عنوان تقریر کرتے ہوئے یہ دلچسپ واقعہ بیان فرمایا کہ ۱۹۰۵ء میں ہم سب لوگ باغ میں مقیم تھے جہاں حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحبؓ نے چند چھوٹے چھوٹے پودے لگوائے تھے جنہیں لوگوں کے ادھر ادھر پھرنے سے کسی قدر نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی نور الدین صاحب، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور بعض اور دوست بھی ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت میر صاحبؓ تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ ہم نے بڑی مشکل اور بڑی احتیاط کے ساتھ یہ پودے لگائے تھے جو لوگوں کی بے احتیاطی سے خراب ہو جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا: "آپ کو اپنے درخت پیارے ہیں اور مرزا کو اپنے مرید پیارے ہیں"۔

(الفضل ۱۵؍جنوری ۱۹۲۶ء صفحہ ۳)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔